ACBAR Resource & Information Centre
A R I C

31

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً

ماہنامہ

هجرت

جہاں تک افغان عوام کی غیرت اور دشمن کے مقابلے میں جہاد
کا تعلق ہے تو خداوند لایزال کے فرمان کے عین مطابق عمل کرکے انہوں نے جنگ بدر اور جنگ احد کی یاد تازہ کردی،

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان

اگر مسلمان اس دنیا میں ایمانی طاقت پر بھروسہ کر کے صرف خداوند لایزال کی قدرت کاملہ
پر یقین کرلے تو دنیا میں کوئی بھی مادی اور شیطانی طاقت اس کو زیر نہیں کر سکتی،

عدل صرف قرآن دے سکتا ہے

قرآن جس مقصد کے لئے آیا ہے اسے خود قرآن ہی میں مختصر الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ لیقوم الناس بالقسط یعنی انسانوں میں عدل قائم کرنے کے لئے آیا ہے، بعض لوگ غلطی سے عدل اجتماعی ہی کو عدل کے معنی میں لیتے ہیں۔ حالانکہ عدل اجتماعی اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ عدل انفرادی قائم نہ ہو۔ ایک آدمی جب تک اپنے دل و دماغ میں عدل قائم نہ کرے، اپنے اخلاق اور خواہشات میں عدل قائم نہ کرے۔ اپنے عادات و خصائل میں عدل قائم نہ کرے۔ وہ باہر کیسے عدل قائم کر سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی کی اپنی ہی زندگی میں بے اعتدالی ہو تو ناممکن ہے کہ وہ کسی عدل اجتماعی کی بنیاد ڈال سکے۔ ایسی صورت میں وہ افراط کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔ یا تفریط کا۔

ایک انسان کو سب سے پہلا عدل تو اپنے خدا کے ساتھ کرنا ہے۔ جس خدا کے پیدا کرنے سے وہ پیدا ہوا ہے۔ جو خدا اسے رزق پہنچا رہا ہے۔ اور جس خدا کے قائم کردہ نظام میں وہ سانس لے رہا ہے۔ اگر وہ اسی کا انکار کرتا ہے یا اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے یا اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا ہے تو وہ سب سے بڑی بے انصافی کا مرتکب ہوتا ہے۔ آپ خود سوچئے اگر آپ کسی کو پال رہے ہوں اور وہی آپ سے بغاوت کر دے تو آپ کہیں گے کہ یہ کیسا ظالم اور احسان ناشناس آدمی ہے، یہی تعلق آپ کا اللہ تعالیٰ سے ہے۔

پھر عدل کی قریب ترین صورتیں یہ ہیں کہ آدمی اپنے ماں باپ کے ساتھ عدل کرے، اپنی اولاد کے ساتھ عدل کرے اور بدرجۂ آخر پوری سوسائٹی کے ساتھ اس کا طرزِ عمل عادلانہ ہو۔ قرآن عدل کے یہی اصول انسانوں کو سکھاتا ہے اور عدل کا ایک جامع تصور انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے، انسانی معاشرہ بہرکیف مختلف انسانوں کے مجموعے کا نام ہے اور جب تک اس مجموعے کا ہر فرد اپنی جگہ عدل کا نمونہ نہ ہو حقیقی عدل کیسے قائم ہو سکتا ہے

اس وقت دنیا میں جن رہنماؤں کا نام لیا جا رہا ہے ذرا ان کی کتابوں کو کھول کر دیکھئے۔ وہ افراط و تفریط کا شکار ہیں ان کی کتابوں میں کس طور پہ تشدد کی تلقین کی جاتی ہے اور معاشرے کے مختلف طبقات کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارا جاتا ہے کیا اسی کا نام عدل اجتماعی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی ہدایت سے منہ موڑ کر اگر کوئی شخص بھی عدل اجتماعی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ بالکل جھوٹ بکتا ہے۔

قرآن نے عدل انفرادی اور عدل اجتماعی کے جو اصول نوعِ انسانی کو دئیے ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً

ماہنامہ

ہجرت

سرپرست

کلچرل کمیٹی اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان

مدیر مسئول: محمّد خلیل معاون: حمید اللہ

جلد ۴، شمارہ ۲۴، مسلسل نمبر ۳، اپریل ۱۹۸۵ء، رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

اس شمارہ میں

۱- اداریہ

۲- درسِ قرآن

۳- درسِ حدیث

۴- درد بھری داستان

۵- جہادِ افغانستان

۶- روس افغانستان میں نامراد

۷- جاسوسی کی تاریخ

۸- داستانِ ظلم

۹- انتظار

۱۰- حضورؐ کا فنِ حرب

۱۱- سات شہروں کو بجلی فراہم کرنے والا بجلی گھر

۱۲- تحریکِ مزاحمت کے واقعات

۱۳- مجاہد کی آواز

۱۴- محاذِ جنگ کی خبریں

۱۵- تعارفِ شہدا

۱۶- اشتراکیت

پتہ

دفتر: ماہنامہ ہجرت کلچرل کمیٹی اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان

P.O. BOX-185

PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۱۸۵ پشاور۔ پاکستان

قیمت فی پرچہ: ۳/- روپے

ادار یہ

گرباچوف کی نرالی منطق

صدر محمد ضیاء الحق نے قومی اسمبلی اور سینٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صاف طور پر کہا ہے کہ پاک روس تعلقات میں ایک نیا عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ پہلے صورتِ حال یہ تھی کہ مسئلہ افغانستان کے باوجود دونوں ممالک دوطرفہ تعلقات اور باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیتے تھے اور دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون بھی اسی وجہ سے قائم ہے لیکن اس بار ماسکو میں پہلی بار یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر پاکستان نے افغانستان کے بارے میں اپنا رویّہ تبدیل نہیں کیا تو روس اور پاکستان کے دوطرفہ تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں روسی سفیر سمرنوف نے بھی کہا ہے کہ ہماری طرف سے پاکستان کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ ورنہ اس خطّے کے حالات اچھے نہیں رہیں گے۔

جہاں تک روسی انتباہ کا تعلق ہے تو یہ اس کا ایک قدیمی حربہ ہے وہ ہمیشہ سے اپنے ہمسایہ ملکوں کو ڈرانے دھمکانے اور اس کے حقوق کو غصب کرنے سے کبھی بھی باز نہیں آیا ہے۔ وہ اس خطّہ میں زندہ رہنے اور دوسروں پر آمرانہ حکومت کرنے کا حق صرف اپنے آپ کو دیتا ہے۔ اور ارد گرد واقع ہمسایہ ملکوں کو یہ حق نہیں دیتا کہ اپنی پسند کی زندگی بسر کر لیں اور اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر اپنے ملک کی خوشحالی کے لیے کام کریں، تاریخ شاہد ہے کہ روسیوں نے اپنے ہمسایہ ملکوں سے کبھی بھی دوستانہ تعلقات استوار نہیں کیے ہیں اور نہ ہی اس خطے میں حالات کو سازگار اور پُرامن بنانے کا کوئی اقدام کیا ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے اس نے ہمسایہ ملکوں میں دوستی کے بھیس میں گڑبڑ، مداخلت اور

منافرت پھیلانے سے گریز نہیں کیا ہے۔ وہ دوستی سے صرف اور صرف یہی مراد لیتا ہے کہ اس کے دوست ممالک تمام کے تمام تر اختیارات روس کو دے دیں اور جو چاہیں وہاں انجام دیں۔ ان کے خزانے قدرتی وسائل اور دیگر ضروری اشیاء کو لوٹ کر ماسکو لے جائیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے بخارا کی پندرہ اسلامی ریاستوں کو اپنی خود مختار زندگی سے محروم رکھا۔ چیکوسلواکیہ، بلغاریہ اور مشرقی جرمنی کا بھی یہی حشر ہوا ہے۔ اور اب چھ برسوں سے افغانستان میں بھی یہی کام دہرایا جارہا ہے۔ لیکن افغانستان کے مسلمان اور غیرتمند عوام روسیوں کی اس قسم کی بالادستی کو قبول کرنے سے انکار کر کے ان کے خلاف جہاد کا آغاز کیا وہ اپنے آپ کو ٹینکوں توپوں اور راکٹوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑا رہنا پسند کرتے ہیں لیکن روس کے سامنے غلامی کے طور پر سر نہیں جھکا سکتے۔ اور اب تک خداوند لایزال کی نصرت اور تائید سے تن تنہا روسیوں کا برابر مقابلہ کر رہے ہیں۔ بلکہ انہیں ناقابلِ فراموش شکست سے دوچار بھی کیا ہے۔ سب کو یاد ہے کہ روسی مغرور فوجیوں کی مداخلت کے وقت افغانوں نے ایمانی جذبے کے تحت پرانے اور زنگ آلود اسلحے سے روس کا مقابلہ کر کے میدانِ بدر کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ان میں اکثر مجاہدین نے کلہاڑیوں اور لاٹھیوں کے ذریعے روسی اور کارملی فوجیوں کو مار بھگا کر ان سے جدید اسلحہ چھین لیا اور رفتہ رفتہ اب افغان مجاہدین روسی فوجیوں سے چھینے ہوئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اُن کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں۔ دنیا کے مہذب اور غیر وابستہ مبصرین نے یہی اعتراف کیا ہے کہ افغان مجاہدین کے پاس تمام روسی ہتھیار ہیں اور اسی سے لڑ رہے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہاں صرف بے گھر اور اکثر و بیشتر کمزور اور مفلوج مہاجرین بس رہے ہیں اور حکومت پاکستان نے انہیں انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کی بنا پر پناہ دی ہے۔ اس معاملہ میں پاکستان اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ اس نے نہ تو افغانستان میں مداخلت کی ہے اور نہ ہی افغانوں کو غلام بنانے کے لیے وہاں توپ ٹینک اور جنگی جہازوں سے حملہ کیا ہے۔ اس نے صرف ان لوگوں کو پناہ دی ہے جو روسی ظلم و بربریت سے تنگ آکر پاکستان آئے ہیں اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے انہیں پناہ دی ہے۔ یہ مہاجر پاکستان میں پہلے ہی سے نہ تھے بلکہ روسی فوجیوں کی مداخلت کے بعد پاکستان آئے ہیں۔ اگر روس واقعی بہانہ بازی سے کام نہیں لیتا ہے اور اس خطے کے حالات کو اچھا بنانے کا خواہشمند ہے تو اپنی فوجوں کو افغانستان سے واپس بلا کر وہاں کے لوگوں کو اپنی پسند کی زندگی گزارنے کا حق دے ۔ پھر اگر روس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس خطے میں جو کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان بھی میری آواز پہ لبیک کہہ کر میری خواہش کے سامنے اپنے سر کو جھکا دے۔ اور حق کے راستے سے ہٹ جائے اور اپنا حق مانگنے سے باز آجائے تو شاید پاکستان کے غیور

اور بہادر مسلمان عوام جو آزادی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کا مزا چکھ چکے ہیں ۔ اور اسی مقصد کے لیے پاکستان آزاد کیا ہے ۔ کبھی بھی روس کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے ۔ اور نہ ہی اپنی اسلامی روایات اور اصولوں سے سودا بازی کرنے کے لیے تیار ہوں گے ۔

روس خود بخوبی جانتا ہے کہ پاکستان نے افغانستان کے اندرونی معاملوں میں مداخلت نہیں کی ہے لیکن وہ جان بوجھ کر پاکستان کو بدنام کرنے اور اپنے گھناؤنے جرم اور مداخلت بے جا کو چھپانے کی خاطر ایسا کر رہا ہے ۔ یہاں روسیوں سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ آخر بخارا کی پندرہ اسلامی ریاستوں میں کس نے مداخلت کی تھی جو ابھی تک ان کی غلامی میں جکڑے ہوتے ہیں ۔ اور کیا افغانستان نے روس کے کسی علاقے پر دخل اندازی کی ہے جو وہ ہمیں اپنے پاؤں تلے کچلنے کی کوشش کر رہا ہے ۔

کیا یہ آپ کا برسوں پرانا دوست نہیں تھا ۔ کیا اس کے باشندے افغانی عوام آپ کے دوست و ہمدرد نہیں تھے ۔ جواب آپ کے ظلم و بربریت کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ اور روزانہ ہزاروں بے گناہ اور نہتے شہری مر رہے ہیں اور لاکھوں وطن چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اب پاکستان کو بے جا اور ناجائز دھمکیاں دے رہا ہے ۔ کہ اگر افغانستان کے بارے میں اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو روس اور پاکستان کے دوطرفہ تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں ۔

قرآن کا مقصد

۱۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس (کتاب) پر جو تیری طرف اتاری گئی اور اس (ہدایت) پر بھی جو تجھ سے پہلے اتاری گئی اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں

(۲ : ۱)

۲۔ بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال خرچ کرتے ہیں، اللہ کی محبت میں، رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں میں اور (قرض، قید، یا غلامی سے) گردنوں کے چھڑانے میں.

(۲ : ۱۷۷)

۳۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے.

(۲ : ۲۱۸)

۴۔ وہ جو خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں. پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے نہ ایذا دیتے ہیں.

(۲ : ۲۶۲)

۵۔ وہ ہیں صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبردار اور خرچ کرنے والے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگنے والے.

(۳ : ۱۶)

۶۔ مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو یہ کام کریگا وہ اللہ کے ہاں کسی شمار میں نہیں ان سے (طرزِ معاملہ ہی ہو سکتا ہے) کہ تم ان کے شر سے بچاؤ کرنے کا پورا اہتمام کرو.

(۳ : ۲۷)

۷۔ اور جو ایمان لائے اور کام اچھے کیئے. پس اللہ ان کو ان کا ثواب پورا پورا دے گا.

(۳ : ۵۶)

۸۔ (مسلمان) اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیکی کے کاموں کی طرف جلدی (سے اقدام) کرتے ہیں. اور وہی خوش نصیبوں میں سے ہیں.

(۳ : ۱۱۳)

۹۔ اور وہ لوگ (ایسے ہیں) کہ جب کبھی ان سے کوئی بے حیائی کی بات سرزد ہو جاتی ہے یا وہ (گناہ کرکے) اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں. پھر اپنے گناہوں کی معافی کے طلب گار ہوتے ہیں.

(۳ : ۱۳۴)

۱۰۔ جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں.

(۴ : ۷۶)

۱۱۔ مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اصلاح پر آ گئے اور اللہ سے پکی وابستگی اختیار کی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کیا (یعنی اس میں کسی اور دین کی آمیزش نہیں کی) تو یہی لوگ مومنوں کے ساتھ شامل ہیں

(۴ : ۱۴۶)

۱۲۔ اور جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے ان میں کچھ لوگ ہیں جو حق کی طرف راہ دکھلاتے ہیں اور اسی کے مطابق انصاف کرتے ہیں.

۱۳۔ مومن تو بس وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان اور بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں جو لوگ نماز قائم رکھتے ہیں اور اس مال میں جو ہم نے انہیں دیا ہے. خرچ کرتے ہیں وہی سچے مومن ہیں

(۸ : ۲)

درسِ حدیث

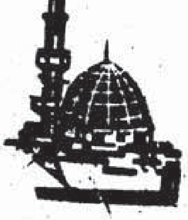

جسے اِس امّت نے بتدریج کھو دیا

ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

ابوسفیان نے کہا۔ وہ ہم سے کہتے ہیں۔ اللہ کو معبود مانو اور اس کی معبودیت میں کسی کو ذرا بھی شریک نہ کرو اور اپنے آباؤ اجداد کے غلط عقیدوں اور رسموں کو چھوڑ دو، وہ ہم نماز پڑھنے، سچائی اختیار کرنے عفت و پاک دامنی کی زندگی گزارنے اور صلہ رحمی کی تلقین کرتے ہیں۔ (بخاری)

تشریح:

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو حدیث ہرقل کے نام سے مشہور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ روم کا بادشاہ ہرقل بیت المقدس میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوتی خط اسے ملا تب اس کو تلاش ہوئی کہ کوئی مکی باشندہ ملے تاکہ معلومات حاصل کرے اتفاق سے ملک شام ہی میں ابوسفیان اور ان کے ساتھی مل گئے جو تجارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس نے ابوسفیان سے جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے بلکہ شدید مخالف تھے بہت سے سوالات کئے۔ انہی سوالات میں ایک سوال وہ ہے۔ جو مندرجہ بالا ٹکڑے میں آیا ہے اس حدیث میں اور اس سے پہلے کئی حدیثوں میں صلہ رحمی کا ذکر ہوا ہے۔ یہ لفظ بہت وسیع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں تمام بنی نوع انسان آ جاتے ہیں۔ ابو داؤد کی حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔

نوعِ انسانی کے تمام افراد آپس میں حقیقی بھائی ہیں کیونکہ وہ سب ایک باپ اور ماں (آدم و حوا) سے پیدا ہوئے ہیں۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور میں اسی پر گواہ ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔

اسی حقیقت کا اعلان مغیرہ بن شعبہ نے ایرانی سپہ سالار رستم اور اس کے کمانڈروں کے سامنے کیا انہوں نے سب سے پہلے ایرانیوں کی غلط فہمی دور کی اور فرمایا:

ہم تاجر لوگ نہیں ہیں۔ ہمارا مقصد اپنے لئے نئی منڈیاں تلاش کرنا نہیں ہے۔ ہمارا نصب العین دُنیا نہیں ہے بلکہ آخرت ہے، صرف آخرت: ہم حق کے علمبردار ہیں اور اسی کی طرف لوگوں کو بلانا ہمارا مطمح نظر ہے۔

یہ سن کر رستم نے کہا۔ وہ دینِ حق کیا ہے۔ اس کا تعارف کراؤ، تب مغیرہ نے کہا:

ہمارے دین کی بنیاد اور مرکزی نکتہ جس کے بغیر اس دین کا کوئی جزو ٹھیک نہیں ہوتا یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت کا اعلان کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

ایرانی سپہ سالار نے کہا، یہ تو بہت اچھی تعلیم ہے۔ کیا اس دین کی کچھ اور بھی تعلیم ہے؟

حضرت مغیرہؓ نے فرمایا۔

اس کی دین کی تعیلم یہ بھی ہے کہ انسانوں کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر خدا کی بندگی میں لایا جائے۔

ایرانی سپہ سالار نے کہا یہ بھی اچھی تعلیم ہے۔ کیا تمہارا دین کچھ اور بھی کہتا ہے؟

حضرت مغیرہؓ نے کہا۔ ہاں ہمارا دین یہ بھی کہتا ہے کہ:

تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں پس وہ سب کے سب آپس میں بھائی ہیں، سگے بھائی ایک ماں باپ کی اولاد

یہ ہے اس دین کی بنیادی تعلیم جو حضرت مغیرہؓ نے پیش کی اور اسی سپہ سالار کے سامنے حضرت ربعی بن عامرؓ نے اپنے مقصد کی ترجمانی یوں کی:۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ خدا جن کو توفیق دے انہیں ہم انسانوں کی بندگی سے نکالیں اور اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کے تنگ سے نکال کر وسیع و کشادہ دنیا میں لائیں اور ظالمانہ نظام ہائے زندگی سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف کے سائے میں بسائیں۔ پس اللہ نے ہمیں اپنا دین دے کر اپنی مخلوق کے پاس بھیجا تاکہ ہم لوگوں کو اس کے دین کی طرف بلائیں۔

یہ طویل اقتباس البدایہ سے دو باتیں پیش کرنے کے لئے دیا گیا ہے ایک یہ کہ اسلام میں صلہ رحمی کا دائرہ پوری نوع انسانی پر پھیلا ہوا ہے، اور دوسری اہم بات وہ ہے جس کا اعلان حضرت ربعی بن عامرؓ نے کیا ہے۔ یعنی یہ کہ امت مسلمہ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکالے اور اسلام کا نظام عدل قائم کرے تاکہ ظلم و جور کی ماری ہوئی دنیا نظام عدل کے سائے میں امن و سکون سے رہ سکے۔

یہی عادلانہ نظام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ قیادت اور صحابہ کرامؓ کی ۲۳ سالہ جانفشانیوں کے نتیجے میں قائم ہوا تھا جسے خلافت راشدہ کا نام دیا گیا ہے، جسے دوسرے لفظوں میں نوع انسانی کا محافظ ادارہ کہیے۔ اس محافظ ادارہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ اتنی محنتوں اور قربانیوں کے بعد قائم شدہ نظام ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ اس خطرہ کو صدیق اکبرؓ نے بھانپ لیا اور لوگوں کو جمع کیا۔ لوگوں پر وفات نبیؐ سے مایوسی طاری تھی کہ جب نبیؐ ہمارے درمیان نہ رہے تو اب کیا ہوگا۔ اس پس منظر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اے لوگو! جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معبود بناتے ہوئے تھا اس کو جان لینا چاہیئے کہ محمدؐ وفات پا گئے اور جو شخص اللہ کو معبود بناتے ہوئے تھا اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا تمہیں حکم دے چکا ہے پس وفات نبیؐ کے غم میں اس دین کی حفاظت نہ چھوڑ بیٹھو۔ اللہ نے نبی کو تمہارے درمیان سے اٹھا کر اپنے پاس بلانا پسند کیا جہاں انہیں پیغمبرانہ کام کی انجام دہی کے انعام سے سرفراز فرمائے گا اور تمہارے درمیان اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت چھوڑی تو جو شخص ان دونوں پر عمل کرے گا وہ خیر کی راہ اختیار کرے گا اور جو ان دونوں کے درمیان تمیز کرے گا وہ شر کا راستہ اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خطاب کر کے فرمایا تھا "اے اہل ایمان ہمارے بھیجے ہوئے نظام عدل پر پورے طور پر کاربند رہنا" اور خبردار شیطان تم کو وفات نبیؐ کے غم میں نہ پھنسا دے اور تمہیں تمہارے دین سے نہ ہٹا دے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں جلد از جلد ایسی تدبیر کرو کہ اسے شکست دے دو اور اسے اپنا کام کرنے کی مہلت نہ دو۔ ورنہ وہ تم پر حملہ کر بیٹھے گا اور تمہارے دینی نظام کو برباد کر کے رکھ دے گا

یہ ہے اس نظام توحید کی اہمیت اور قدر و قیمت جسے اس امت نے بتدریج کھو دیا۔

(سفینۂ نجات از مولانا
جلیل احسن ندوی مرحوم)
(ایشیا)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں
سے محبت کرتا ہے، جو
اللہ کے راستے میں صف
در صف قتال کرتے ہیں،
اور ان کے عزم وہمت اور
استقلال وجوانمردی کا یہ
عالم ہوتا ہے کہ ان کی صفیں
سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہیں
جن کا توڑنا اللہ اور رسولؐ کے
دشمنوں کیلئے ناممکن ہوتا ہے

ایک افغان خاتون کی درد بھری داستان

تحریر: ہمدرد

یہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کی ایک سرد اور یخ بستہ شام تھی سورج اپنی تابناک روشنی لئے غروب ہو چکا تھا تاریکی آہستہ آہستہ فضا پر اپنا راج جما رہی تھی سردی کا یہ عالم تھا کہ ہر ذی نفس اپنے آپ کو گرم اور محفوظ مقامات پر پہنچانے کے لئے کوشاں تھا۔ میں کوئٹہ کے ایک نواحی علاقے میں ایک بس سٹاپ پر کھڑا سواری کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ سڑک کے کنارے ایک کٹیا پہ پڑی۔ کٹیا کے باہر ایک کم سن بچی ننگے سر اور ننگے پاؤں بیٹھی تھی وہ اپنا سر دونوں گھٹنوں میں دبائے اداس بیٹھی یوں لرز رہی تھی جیسے اونچے درخت کے پتے تیز ہواؤں کے جھونکوں سے پھڑپھڑا رہے ہوں اُسے دیکھتے ہی میں بہت متاثر ہوا۔ میرے دل میں تجسس پیدا ہوئی کہ اس بارے میں معلوم کر لیا جائے۔ وہ ایک اچھے گھرانے کی حسین گڑیا تھی۔ لیکن کوئٹہ کی بے رحم سردی نے اس کے چہرے اور خدوخال کو پژمردہ کر دیئے تھے۔ سخت سردی کی وجہ سے اس کے دانت بج رہے تھے۔ لگاتار چھینکتی جا رہی تھی اور کبھی کبھی وہ ایسی کھانستی جیسے وہ کسی مہلک مرض کا شکار بن چکی ہو، اس معصوم بچی کے تن پر کٹے پھٹے میلے کچیلے کپڑے تھے۔ کٹیا کی ایک جانب ایک خاتون چولہے پر ہنڈیا رکھے اس میں چمچہ ہلا رہی ہے اور چولھے کے دھوئیں سے بے تاب ہو کر اپنے دوپٹے کے پلو میں منہ چھپائے رو رہی ہے یہ حال دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں بچی سے مخاطب ہوا تاکہ جلد از جلد ان کے اس حال کا پس منظر معلوم کر سکوں۔

بچی کپکپاتی ہوئی آواز میں کچھ کہا اور میں اتنا سمجھ پایا کہ وہ مہاجر ہیں، بچی کی ماں نے کہا بھائی افغان مہاجر ہیں، میں ان کی حالتِ زار دیکھ کر بازار کی طرف لپکا تاکہ سب سے پہلے ان کے کھانے کا بندوبست کروں قریبی دکان سے کھانا لایا اور انہیں پیٹ بھر کھلایا پھر بچی کی ماں نے اپنی درد بھری داستان یوں بیان کی۔

" میں ایک لکھی پڑھی افغان خاتون ہوں بے رحم زمانے نے ہمارا ہنستا بستا خاندان چھین لیا میرے گھر کے افراد کو میری آنکھوں کے سامنے گولی کا نشانہ بنا کر انہیں ہلاک کر دیا گیا اور آج میں مہاجر ہو کر اپنی اس معصوم بچی کے ساتھ یہاں ہجرت کی زندگی بسر کر رہی ہوں !

بھائی یہ بیسویں صدی کا عرصہ ہے راکٹوں اور میزائلوں کا دور ہے۔ خلائی سیاروں کا زمانہ ہے، مغرب کے ترقی یافتہ ملکوں نے ستاروں پر کمندیں ڈالی ہیں اور مشرق نے کمیونزم کی شکل میں روٹی، کپڑا اور مکان کا وعدہ عوام کو دے کر اس مسئلہ کو حل کرنے کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اس ایجاد اور انکشاف کے طوفانی دور میں افغانستان کے بیچارہ نہتے عوام پر کیا کچھ نہیں گزر رہی ہے گذشتہ سالوں میں افغانستان کے لاکھوں بے گناہ مسلمان عوام سرخ روسی ریچھوں کے برسائے ہوئے بم، راکٹوں اور مہلک ہتھیاروں سے شہید کئے جا رہے ہیں۔ افغانستان کا چپہ چپہ ہمارے دلیر شہیدوں کے خون سے لالہ زار ہے۔ ہمارے ملک کی ہنستی بستی بستیاں اجڑ گئیں ہیں سرسبز اور لہلہاتی فصلیں بھسم ہو کر رہ گئیں ہیں، مساجد اور مکانات ہیبتناک بموں کے دھماکوں سے تباہ ہو کر ملبے کے ڈھیر بن چکے ہیں۔ گویا یہ کہ افغانستان کے کونے کونے میں ایک تباہی مچی ہوئی ہے۔ لاکھوں مائیں بیوہ ہو چکی ہیں لاکھوں بچے اپنے ماں باپ کے سائے سے محروم ہو کر یتیم ہو گئے ہیں اور آج وہ بلک بلک کر جان دے رہے ہیں۔ بوڑھے افغان عوام اس کھلے آسمان تلے اپنی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔

بھائی جان ہمارا ملک ہمیں چھوڑ گیا

میرے شوہر جانباز ایک فوجی افسر تھے ۱۹۷۹ کے آخری دنوں میں انہیں ملازمت سے جبری طور پر برطرف کر دیا گیا ایک رات جب ہم اپنے گھر میں تھے ایک مسلح فوجی دستے نے ہمارے گھر کا محاصرہ کیا اور کچھ ہوائی فائرنگ کی پھر ہمیں دروازہ کھولنے پر مجبور کیا۔ میرے بڑے بیٹے قاسم نے دروازہ کھولا تو یہ خون آشام درندے بھوکے بھیڑیوں کی طرح گھر میں گھس آئے اور ہر طرف پھیل گئے میرے شوہر اور بیٹے قاسم کو قریب بلا کر انہیں تھپڑ اور گھونسے مارے پھر وہ میری بچی ذکیہ کی جانب بڑھے وہ ان کے ارادے بھانپ چکی تھی فوری طور پر گھر میں پڑی ہوئی بندوق اٹھا کر چلائی۔ جس سے چند سپاہی زخمی ہوئے باقی سپاہیوں نے فائرنگ کی اور پھر ہمیں گرفتار کر کے لے گئے۔

ہمیں ایک دفتر لے جایا گیا جہاں کئی روسی اور کابلی افسر موجود تھے۔ جونہی گاڑی سے تین روسی اور دو کابلی فوجیوں کی لاشیں اتاری گئیں تو وہ غصے کی آگ میں بھڑک اٹھے اور فوراً میرے شوہر قاسم اور ذکیہ کو ایک قطار میں کھڑا کر دیا گیا۔ میری آنکھوں کے سامنے سنگینوں سے ان کے سینوں میں وار کر کے لہو لہان کر دیا۔

ذکیہ کے ساتھ بہت نا انصافی کی گئی۔ لیکن وہ ایک افغان کی بیٹی تھی جو ستم اس پر کئے گئے وہ مجبوراً برداشت کرتی رہی اذیتیں سہتے سہتے آخر کار تینوں نے دم توڑ لیا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

مجھے بھی بہت مارا پیٹا گیا پھر جیل بھجوا دیا گیا وہاں پر بھی سینکڑوں مائیں بہنیں ان ظالموں کے پنجوں میں گرفتار تھیں ہر رات مصیبتوں کے پہاڑ ان پر ٹوٹتے سب عورتیں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ ہم پر رحم فرما۔ اس قید خانے کی چھت کو ہم پر گرا اور ہمیں اس کے نیچے نیست و نابود کر دے تاکہ اگلی شب ان وحشی درندوں کے عذاب سے ہمیں نجات ملے۔

ایک رات اسی جیل کے چند اہلکار جیل میں داخل ہوئے وہ شراب کے نشہ میں چور تھے آنکھیں جلاد کی طرح سرخ تھیں انہوں نے جیل کے صحن میں چند خواتین قیدیوں کو جمع کیا اور ان سے بازپرس شروع کی اسی بازپرس کے دوران وہ ظالم ان مظلوم عورتوں کے جسم کو برچھوں سے سوراخ کرتے اور یہاں تک کہ ان کے ناخن پلاس کے ذریعے نکالتے ان کے جسم سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹتے اور انہیں مجبور کرتے کہ وہ اپنے کئے ہوئے فعل کا اعتراف کریں۔ جیل کے ہر کونے سے آہ و فریاد کی آوازیں بلند ہو رہی تھی کوئی اپنی مجبوریت پر رو رہی تھی تو کوئی اپنی بے بسی پر گویا یہ جیل خانہ ایک ماتم خانہ بن چکا تھا۔ قریباً دو مہینے اسی طرح میں جیل کی اذیتیں جھیلتیں رہی اور جب وہاں سے رہائی پائی تو سیدھے اپنے گھر کا رخ کیا یہ معصوم بچی جو باہر بیٹھی ہے اس منحوس رات کو گھر میں رہ گئی تھی۔ جیل سے نکلنے کے بعد میں نے ہجرت کا فیصلہ کیا اور پاکستان چلی آئی۔

یہی کمسن نوشین میری بچی میرے شوہر کی آخری نشانی ہے میں دن بھر لوگوں کے گھروں میں محنت مزدوری کر کے اس کا پیٹ پال رہی ہوں یہ میرے امتحان کے دن ہیں اور میری یہی کوشش رہی ہے کہ میں اس امتحانِ خدائی میں پوری اتروں جو کچھ مجھ سے چھینا گیا ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا تھا اسی کا مال تھا اسی نے واپس لے لیا اس میں، میں کیا کر سکتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ افغان مجاہدین کی صفوں میں یکجہتی پیدا کرے اور وہ اپنے اسلاف کی مانند دشمن کا منہ توڑ جواب دے کر ان سے اپنا وطن آزاد کرالیں آمین

والسلام

نظیر حسین پشاور

جہادِ افغانستان

روس امریکہ کی جنگ؟

جہادِ افغانستان کو کبھی روس اور امریکہ کی جنگ اور کبھی دو ہاتھیوں کی جنگ ثابت کرنے کے لیے بے بنیاد اور ناکام پروپیگنڈے پر روس بے دریغ روپیہ خرچ کر رہا ہے۔ اور روس اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس باطل پروپیگنڈے سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کبھی افغان مہاجرین کو بھگوڑے اور مجاہدین کو شر پسند کہتا ہے اور جس لے میں بانسری اُدھر سے بجتی ہے اسی لے کی بانسریاں یہاں بھی بجنے لگتی ہیں۔ کیوں کہ اس بانسری اور یہاں کی بانسریوں میں گہرا نظریاتی لگاؤ ہے یا "جس کا کھاؤں اسی کا گاؤں" والی بات۔ آیئے ہم ایک مسلمان کی حیثیت سے اس مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

افغانستان پر جب روس نے ۸۰ ہزار کی فوج کے ساتھ حملہ کیا تو اس وقت افغانستان سے نکالنے آیا تھا بلکہ افغانستان میں اشتراکی نظریئے کے خلاف اسلامی نظریۂ حیات کی مزاحمت اور جدوجہد تھی۔ جس کو روس کچلنا چاہتا تھا۔ اور روس افغانستان میں انتہائی مظالم ڈھا کر اور دنیا کی نظروں میں رسوائی مول لے کر بھی اس اسلامی جدوجہد کو ختم نہ کر سکا۔ بلکہ وہ مزاحمت اب اس کے لیے اجل کا پیغام ثابت ہو رہی ہے۔ اس نے بے گناہ شہری آبادیوں پر بمباری کی اور معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کا قتل عام شروع کر کے وہاں کے لوگوں کو ہجرت پر مجبور کر دیا۔

افغانستان سے آئے ہوئے لاکھوں لوگ پاکستان میں سیر و تفریح کے لیے نہیں آئے اور نہ ہی ہمارے گھروں کی روٹیاں توڑنے آئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے ملک کے اندر قائم ہونے والے ایک ملحدانہ اور کافرانہ کٹھ پتلی نظامِ حکومت کو ٹھکرا دیا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کے مسکن، ہنستی کھیلتی گلیاں اور چلتے چولہے صرف اس لیے چھوڑے ہیں کہ وہاں اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا محال ہے اور ملحدانہ نظام کے اندر غلامی کی زندگی گزارنا ان کی غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ جو لوگ ایسا نہ کریں اور ہجرت پر قدرت رکھتے ہوئے دارالکفر میں رہ جائیں، ان کے متعلق قرآنِ پاک نے یہ خبر دی ہے۔

"جن لوگوں کی روحوں کو فرشتوں نے اس حال میں قبض کیا کہ وہ خود اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے تو انہوں (فرشتوں) نے ان سے پوچھا کہ تم یہ کس حال میں جی رہے تھے، انہوں نے کہا (جواب دیا) ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس جگہ کو چھوڑ کر نکل جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔"

(سورہ النساء)

اب بتایئے دارالکفر میں رہ جانے والوں سے ان کا عذر بھی قبول نہیں کیا جا رہا۔ کیوں کہ اسلام تو کسی ملحدانہ نظام کی غلامی تسلیم نہیں کرتا۔ ہجرت کا حکم دیتا ہے اور ظالم سے جہاد کا، اگر قوتِ جہاد ہو اسی لیے اصحابِ کہف کو جنت کی بشارت دی گئی اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ پاک فرماتے ہیں۔

"جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا۔ وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا۔" (القرآن)

جوں ہی افغانستان میں مزاحمت ختم ہوئی یہ کھیل پاکستان میں شروع ہو جائے گا

مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ باطل کو طاقت ور دیکھ کر اس کی غلامی تسلیم کرے مسلمانوں میں جب بھی اس قسم کی کمزوری پیدا ہو جائے تو یہ کمزوری ان کی جسم و جان کی نہیں۔ قلب و روح اور ایمان کی کمزوری ہوا کرتی ہے اور جب کسی قوم میں اس قسم کا ضعف پیدا ہو جاتا ہے تو اس قوم کی عزت اور شرافت کے جنازے اٹھ جاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

جو لوگ ہجرت کر کے قربانی پیش کرتے ہیں۔ قرآن ان کو جنت کی خوشخبری دیتا ہے ان لوگوں کے لیے جو مہاجرین کی صدق دل سے مدد کرتے ہیں اور قرآن نے ایسے لوگوں کو انصار کا لقب دیا۔

مدینہ کے لوگوں نے مکہ کے مہاجرین کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا اور خوشی و مسرت کے گیت گائے گئے، ان کو دھتکارا نہیں ان کی مخالفت نہیں کی اور نہ یہ کہا کہ تم تو اہلِ مکہ کے ظلم سے بھاگ کر یہاں آئے ہو، اب مدینہ بھی خطرہ میں ہے۔ خواہ مخواہ اہلِ قریش سے اہلِ مدینہ کی دشمنی ہو جائے گی۔ یہ سب باتیں بزدل قوم کی نشانی ہوا کرتی ہیں۔ انصار نے تو مہاجرین سے سچی محبت کے جذبے کی خاطر اپنے شہر کا نام بدل دیا۔ اور یثرب سے مدینۃ النبیؐ کہلایا۔ جو بعد میں مختصر ہو کر مدینہ رہ گیا۔ مہاجرین کی سکونت اور ان کے گزر بسر کے لیے بھائیوں جیسے جذبے کا اظہار کیا گیا۔ اور ایک مہاجر دوسرے انصار کا بھائی بنایا گیا اور پھر یہ رشتۂ اخوت اس قدر پائیدار ہوا کہ دو حقیقی بھائیوں اور مہاجر و انصار میں فرق محسوس نہ کیا گیا۔ انصار و مہاجرین کے درمیان جو معاہدہ طے پایا تھا اسے ہم جدید اصطلاح میں دولتِ مشترکہ کہہ سکتے ہیں۔ مہاجرین کی مخالفت تو عبداللہ بن اُبی نے کی کیونکہ لوگ اس کو اپنا بادشاہ منتخب کرنے والے تھے اور اس کی بادشاہت کے خواب اس وقت ادھورے رہ گئے جب سرورِ عالمؐ مدینہ میں تشریف لے آئے اور وہ مخالفانہ کردار ادا کرنے پر اُتر آیا۔

ایسے لوگ جو افغان مہاجرین کی مخالفت کرتے ہیں اور روس کی حمایت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے متعلق قرآن کا فیصلہ ان میں ہے۔

"آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہلِ ایمان کے مقابلے میں) کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں۔ یقیناً بہت برا انجام ہے۔ جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لیے کی ہے۔ اللہ ان پر غضبناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تو کبھی (اہلِ ایمان کے مقابلے میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان میں تو بیشتر

روسی وحشت اور بربریت کا ایک منہ بولتا ثبوت

لوگ خدا کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔"

(القرآن)

قابلِ افسوس بات یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان مہاجرین کی حمایت کو ادھ کھلی میں سر دینے کے مترادف سمجھتا ہے۔ ایسی بات کہنا خدا اور رسولؐ کے واضح احکامات کو پسِ پشت ڈالنا ہے۔ آج مسلمان اس قدر بے حمیت کیوں ہو گیا ہے۔ آج طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر اور معتصم باللہ کہاں گئے کہ وہ تو کسی مسلمان کا بدلہ لینے کے لیے اپنے اوپر عیش و نشاط حرام کر لیتے تھے۔ اور یتیم بے سہارا اور مظلوم کی مدد کے لیے کفار کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک ایک ایک مظلوم کے خون کا بدلہ نہیں لیا۔ دراصل ان کے سامنے قرآن کی یہ پکار تھی:

"آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں۔ اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہمیں ایسی بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔" (سورۃ النساء)

ان معصوم عورتوں، بچوں اور مردوں کا جرم کیا ہے کہ ان کی اپنی سرزمین کو خون سے رنگ دیا گیا۔ ان کا جرم تو صرف اتنا ہے کہ اپنے وطن میں وہ غیر کی حکمرانی تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ وہ مہاجر نہیں جو مہاجر پہلے تھے لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا انصار وہی ہیں۔ آج کے انصار اور کل کے انصار میں وہی فرق ہے جو آج کے مہاجر اور کل کے مہاجر میں ہے۔ اگر مہاجرین اخلاقی طور پر پست، ان پڑھ اور جاہل ہیں تو اپنی مقامی آبادی کو ذرا پرکھیئے۔ کون سی خرابی ہے جو ہماری مقامی آبادی میں پائی نہیں جاتی۔ جب ہم مہاجر کا لفظ بولتے ہیں۔ تو اسے مہاجرینِ مکہ کے پیمانے سے ناپتے ہیں تو پھر انصار کو بھی اسی معیار پر لائیے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا جائے گا۔ یہ کمزوریاں بڑھتی رہیں گی۔

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

ہمیں مہاجرین کو خوش آمدید کہہ کر پشیمان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ پیدا ہونے والی ہر قسم کی صورتِ حال سے نپٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ روس نے افغانستان پر حملہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ عالمِ اسلام پر حملہ آور ہوا ہے۔ اور اسلامی قومیت پر حملہ کرنا عین اسلام پر حملہ کرنا ہے۔ اس لیے ایسے دشمن کے خلاف جنگ کرنا اور وہاں کے مظلوم بھائیوں کی مدد کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر مسلمان افغانستان کے اندر ظلم و ستم اور بربریت کو دیکھ کر خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوتے تو پھر اس کے اندر زندگی کے کوئی آثار نظر نہ آئیں گے اور ایسی قوم پر مرگِ مفاجات آ کر ہی رہتی ہے۔ خطرات سے بجلیاں آگاہ کرتی ہیں لیکن خوابِ غفلت سے ایسی قوم جاگتی نہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

ہمارا نرم رو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جنکو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

دشمن چاہتا ہے کہ حکومتِ پاکستان، ان مہاجرین کو سرحد پار دھکیل دے تاکہ اس ملحدانہ نظام کو قبول نہ کرنے کی صورت میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور دشمن یہ بھی چاہتا ہے کہ جہادِ افغانستان کو امریکہ اور روس کی جنگ کے پروپیگنڈہ کے ذریعے ختم کیا جائے تاکہ جونہی افغانستان میں مزاحمت ختم ہو، یہی کھیل پاکستان میں کھیلا جائے۔ مقامی اور مہاجر کو لڑانے، مہاجر کو مہاجر سے لڑانے اور پاکستانی عوام کے لیے مہاجرین کے مسئلے کو خطرناک صورتِ حال تک لے جانے کے لیے روس نے سرد جنگ پاکستان میں چھیڑ رکھی ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ان سارے معاملات کا بخوبی جائزہ لیں اور دشمن کی جانب سے سلگائی جانے والی ہر چنگاری کو شعلہ بننے سے قبل بجھا دیں۔

ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے شرمانا نہیں چاہیئے کہ مہاجرین ہمارے بھائی ہیں۔ اور مجاہدین ہماری جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان کے ملک میں جو کچھ ہونا تھا ہو چکا، ان کا جو کچھ لُٹنا تھا، لٹ چکا۔ اب تو ہماری باری ہے اور مجاہدین دراصل پاکستانی قوم کی اور وسیع النظری سے دیکھیں تو عالمِ اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ افغان مہاجرین بھگوڑے نہیں ہیں۔ انہوں نے خدا کا حکم پورا کیا ہے۔ جو لوگ ایک کافرانہ نظام میں رہ جانا پسند کرتے ہوں اور ہجرت پر قدرت رکھتے ہوئے ہجرت نہ کریں قرآن نے انہیں منافق کہا ہے۔

"لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آئیں اور اگر وہ ہجرت سے باز رہیں تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو اور قتل کرو۔"

(القرآن)

روس افغانستان میں نامراد ہے

جس دن سے افغانستان میں روسی گماشتوں اور کٹھ پتلیوں کی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اسی دن سے انہوں نے زبردست مکر و فریب اور دھوکے سے کام لیا ہے اور ابھی تک اس اصول پر گامزن ہے ان کا خیال ہے کہ اس مکر و فریب کے ذریعہ افغانوں کو خاموش اور بے وقوف بنا سکیں گے لہٰذا کابل انتظامیہ روزانہ نئے قسم کی جھوٹ آزما رہی ہے۔ لیکن خداوند لا یزال کا فضل و کرم ہے کہ ابھی تک ان کی ساری شیطانیت اور فریبکاری ناکارہ ثابت ہوئی ہے یہ اس لئے کہ کابل حکومت کے قول و فعل میں تضاد ہے۔

جب کمیونسٹی انتظامیہ برسر اقتدار آیا تو انہوں نے ظاہرا افغانوں کو دھوکہ دینے کی خاص مساجد کا رنگ و روغن اور مرمت شروع کر دیا۔ محفلوں اور اجلاسوں میں قرآن شریف کی تلاوت سے آغاز کرنے لگے۔ لیکن دوسری جانب اس کے برعکس انہوں نے علماء روحانیوں اور محب وطن افرادوں کو چن چن کر سر عام انقلاب دشمنی کے الزام میں جلتی جلتی کر دیا۔ مسجدوں کی اندر علماء کرام اور خطیبوں کا خون بہایا۔ تلاوت کلام مجید کے فوراً بعد لینن اور مارکزم زندہ باد اور ہورا کے نعرے لگائے جاتے لگے۔ اسلام کے مقدس دین کا مذاق اڑایا جانے لگا اور سوشلزم کی تعریف کی جانے لگی۔ کٹھ پتلی ایک طرف دعویٰ کرتے کہ ہم افغانستان کے مظلوم عوام کی خدمت کرتے ہیں روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرتے ہیں۔ لیکن عملاً ایسا نہیں تھا وہ خدمت کی بجائے افغانوں کی بے عزتی اور غلام بنانے کی کوشش میں مصروف تھے اور جب

کوئی فرد حکومت پر تنقید کرتا اسے فوراً پکڑ کر انقلاب دشمنی کے الزام میں سر عام پھانسی کے تختے پر لٹکا دیتا اور کسی کو یہ اجازت نہیں تھا کہ چار چار پانچ پانچ کی ٹولیوں کی شکل میں چلنے پھرنے اور محفل جمانے پر پابندی لگا دی گئی۔ جب افغانوں پر روسی گماشتوں کی یہ دورخی اور منافقت واضح ہوئی تو انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم افغانستان میں ایسی کٹھ پتلی اور ملحد حکومت کو ملک کا انتظام چلاتے نہیں دیں گے۔ چنانچہ افغانوں

ایک مجاہد دوسرے مجاہد کے جسم سے گولی نکالنے کے بعد مرہم پٹی کر رہا ہے

نے بہ یک آواز ایمان افروز اور ولولہ انگیز فیصلہ کر کے اس بے دین حکومت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ ماؤں بہنوں اور بوڑھوں نے ان کی حمایت کی۔ انہیں روٹی پہنچائی راستہ دکھایا اور گھروں میں پناہ دیا غرض یہ کہ افغانستان کا ہر باشعور مسلمان فرد اسلام اور وطن کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا جہاں بھی کمیونسٹ کا رکن نظر آیا۔ اسے لاٹھیوں

کلہاڑیوں سے قتل کر دیا یا گولی مار دی۔ فوج میں شامل عسکروں نے بھی موقع پا کر ملک دشمن اور اسلام دشمن افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور فوجی چھاؤنیوں میں زبردست قتل عام شروع ہوا۔ ہزاروں اسلام پسند اور محب وطن فوجی اپنے ہتھیار سمیت مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہو گئے اور درجنوں فوجی چھاؤنی اور چوکیاں مجاہدین کے قبضے میں آ گئے۔

جب روسی واکداروں نے دیکھا کہ اس عظیم سیلاب کے سامنے ہماری گماشتی اور نقل بچے نہیں ٹھہر سکتے اور کمیونزم رو بہ زوال ہے تو انہوں نے ماڈرن ہتھیار سے مسلح ۸۵ ہزار وحشی اور خون آشام فوجیوں کو افغانستان بھیج دیا ان کا خیال تھا کہ افغانستان کے مظلوم عوام ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اور چند دنوں میں تحریک مزاحمت

اگر دنیا کی ساری نعمتیں اور پیسوں کی بوریاں ان کے قدموں میں ڈھیر کردی جائیں پھر بھی افغان عوام کسی قسم کی سودا بازی کرنے اور اپنے دین مقدس کے خلاف قدم اٹھانے والے نہیں۔

کو ختم کر کے اپنی غلامی کی زنجیریں میں جکڑ دیں گے لیکن روسی وحشیوں کا بھی وہی حشر ہوا جو انگریز فوجیوں کا ہوا تھا اور افغان عوام جو روسیوں کی نظر میں خس و خاشاک معلوم ہوتے مضبوط اور ناقابل شکست چٹانوں کی طرح سامنے آگئے اور روسی مغرور فوجیوں کو جگہ جگہ مار بھگایا۔ ان کے دیو ہیکل ٹینک اور توپ مجاہدین اسلام کے سامنے ریت کی دیواریں ثابت ہوئیں۔ جب روسی اور ان کے گماشتوں نے دیکھا کہ ہماری ساری مادی طاقت ناکام ہوتی چلی جا رہی ہے تو انہوں نے افغانوں کو گمراہ کرنے اور ان کے دلوں سے جذبہ جہاد سرد کرنے کے لئے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے ایک نئے قسم کے پروپیگنڈے کا آغاز کیا اور لوگوں کو کہا گیا کہ فلاں صوبہ فلاں جگہ میں سینکڑوں باغی افراد جو انقلاب دشمنوں کے دھوکے میں آ گئے تھے۔ حکومت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور فلاں قوم نے موقف بدل کر حکومت نے حکومت سے تعاون کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حالانکہ واقعیت اس کے برعکس ہوتی۔ جب روسیوں کا یہ جھوٹا پروپیگنڈا کارگر ثابت نہ ہوا تو انہوں نے شہروں قصبوں اور دیہاتوں پر اندھا دھند بمباری کر کے آبادیاں ملبے کا ڈھیر بنا دیا۔ کھڑی فصلیں جلا دیں غرض یہ کہ افغانستان کا چپہ چپہ آگ ہی آگ ہو گیا۔ دس لاکھ سے زائد افغان عوام شہید ہو گئے لاکھوں افراد مفلوج الاعضاء اور زندگی کی خوشیوں سے محروم کر دیئے۔ چالیس لاکھ سے زائد افراد ہجرت کرنے پر مجبور کر دیئے گئے مگر لیکن افغانوں نے یہ ساری مشکلات بخوشی قبول کر کے دشمن فوجیوں کے خلاف اسلامی جہاد جاری رکھا جب روسیوں کی یہ تاکتیک بھی ناکام ہو گئی تو انہوں نے افغان مجاہدین کے جذبہ جہاد کو سرد کرنے اور کمزور بنانے کے لئے ایک اور شیطانی حربہ آزمایا اور برائے نام مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کا ڈھنڈورا پیٹا۔ لیکن روسیوں کی چال بہت جلد ہی افغانوں پر آشکارا ہو گئی۔ کیونکہ روسیوں نے افغانستان کی سرزمین سے اپنی فوجیں نکالنے کے لئے عملاً کوئی قدم نہیں اٹھایا بلکہ اس کے عوض افغانستان میں مزید فوجیں بھیجیں۔ ہوائی اڈوں کی توسیع کی اور اپنی جارحیت میں شدت سے اضافہ کیا لیکن خداوند لایزال کی نصرت مجاہدین اسلام کی شامل حال رہی اور مجاہدین حسب معمول کامیابی سے ہمکنار ہو رہے ہیں روسیوں نے جب دیکھا کہ ہمارے سارے ہتھیار افغان عوام کو خاموش اور غلام بنانے میں کارگر ثابت نہیں ہو رہے ہیں تو انہوں نے جاسوسی کے خاطر اپنے بغل بچوں کو مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل کر دیا اور عوام میں خصوصاً قبائلی علاقوں میں بعض افراد کو پیسوں سے خریدنے اور مجاہدین اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہوئے ان کے درمیان نفرت پھیلانے کی کوشش کی لیکن روسی مکاروں کی یہ تمام چالیں ناکام ہو گئیں اور رہیں۔ کیونکہ افغان عوام نے یہ جہاد صرف اور صرف رضائے خداوند اور اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر شروع کی ہے اس کی نیت اور مرادیں بالکل صاف ہیں وہ اپنے عقیدہ کو بہر صورت محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اگر دنیا کی ساری نعمت اور پیسوں کی بوریاں ان کے قدموں میں ڈھیر کر دی جائیں پھر بھی افغان عوام کسی قسم کی سودا بازی کرنے اور اپنے دین مقدس کے خلاف قدم اٹھانے والے نہیں۔ لہٰذا تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسلمان قوم جو صرف اور صرف خداوند لایزال کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے ارشاد کے مطابق جہاد کرتے ہیں کامیابی ان کے قدموں کو چھوتی ہیں اور کامیابی ان کی مقدر بنتی ہے ہمارا یقین ہے کہ افغان مجاہدین کی یہ جدوجہد بھی کامیابی سے ہمکنار ہو گی اور شیطانی طاقتوں کی تمام چالیں فریب اور مکاری ناکامی سے ہمکنار رہیں گی۔

مجاہدین روسیوں سے چھینے ہوئے اسلحے کے ساتھ

جاسوسی کی تاریخ اور روسی کے جی بی

RASNASTi) یعنی KGB
Gasudarstvenney Bc30
(Komitet (کومیٹ گوسڈر قوآئی - بیزو - پسونسٹی) یعنی تحفظ ریاست کا برانچ .

KGB وہ انسان دشمن ادارہ ہے جس نے ساری انسانیت کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ عالم انسانیت سکون سے زندگی بسر کرے .

KGB جاسوسی کا وہ ادارہ ہے جو کہ ظلم اور بربریت کے کارنامے سرانجام دینے میں اول ہے . جس کی جاسوسی اور شیطانی عمل بہت پرانا ہے اگر ہم تاریخ انسانیت پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ جب انسان مذہبیت سے واقف ہوا . تو اشوریوں اور کلدانیوں نے مٹی کا گھر تعمیر کیا . پھر جس وقت نظامِ خداوندی کی بجائے لوگوں نے قومی اور قبیلوں کی حکومتیں تشکیل دیں اور خدائی قانون کی بجائے انسانی قانون نافذ ہوا تو سامراجی قوتوں نے اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لئے جاسوسی کا جال بھی پھیلا دیا تاکہ اپنے فرعونی گروہ کو وسعت دے سکیں .

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے نمرود نے جاسوسی نظام رائج کیا اور وہ پہلا آدمی تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے جاسوس لگا دیا . جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبوراً ہجرت کرنا پڑی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے میلاد سے ۱۷۱۶ سال پہلے حضرت موسٰی علیہ السلام فرعونی جاسوسی سے تنگ آکر مجبور بہ ہجرت ہوئے . جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت کا ۲۳ سال ہوا اور آپ نے تبلیغ دین شروع کی تو اس وقت روسی حکمران پیلاطس نے آپ کی پھانسی کا حکم سنا دیا اور اپنے جاسوس کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ڈھونڈنے کے لئے روانہ کیا . جب جاسوس ان کے کمرے میں گھس آیا تو اللہ ج نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اس جاسوس کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شکل میں بدل دیا . لہٰذا پیلاطس نے جاسوس کو پھانسی پر لٹکا دیا .

مختصر یہ کہ جاسوسی ایک قدیم نظام ہے قدیم اور جدید نظام جاسوسی میں فرق صرف اتنا ہے کہ قدیم نظام جاسوسی ترقی یافتہ نہیں تھی اور جدید نظام جاسوسی ترقی یافتہ ہے

سب سے پہلے روس کی زار حکومت کے حکمران (WAN - i) نے قسطنطینی سے ماسکو بھاگ جانے والے اسقف کی ہدایت پر ۱۵۴۷ء میں جاسوس کا ادارہ قائم کیا جس کا نام داوخرانا (OKHRONA) رکھا اور اس ادارے کے مدد سے اس نے پوری تین سو سال قسطنطنیہ سے لے کر آلاسکا تک اپنی امپراطوریت کو وسعت دی .

پھر ۱۸۶۷ میں تزادیوں نے سات ملین ڈالر سودے بازی کے بدلے آلاسکا امریکہ پر فروخت کر دیا اور ان لوگوں نے جو اپنے آپ کو بازنطینی سلطنت کا وارث گردانتے تھے . جاسوسی کی بنیاد رکھی .

۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی جس میں دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہو گئی دوسری استعماری طاقتوں نے بھی جاسوسی ادارے قائم کئے . جس کے نتیجہ میں ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ بھی شروع ہوئی پہلی عالمی جنگ میں دس ملین اور دوسری عالمی جنگ میں چالیس ملین انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا .

دوسری عالمی جنگ کے بعد استعماری قوتوں نے مختلف قسم کے جاسوسی ادارے قائم کئے . مثال کے طور پر امریکہ نے (CiA) فرانس نے (CDK) اور اسرائیل نے (MUSSAD) اور روسی تزاریوں نے (cheicka) چیکا خفیہ تنظیم کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا .

سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں لینن نے روس میں جاسوسی کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کو ہدایت کی کہ خفیہ طور پر اپنے دشمنوں کو مار دینے کا فریضہ بھی اس کے ذمہ ہے لینن نے جاسوسی کی بنیاد رکھی اور جاسوسی کی اس ادارے کا نام چیکا (cheicka) رکھا اور زدنسکی کو اس کا صدر مقرر کیا .

دوسری دفعہ ۱۹۲۲ء میں (GPU)

یا حکومت کا سیاسی ادارہ نام رکھا اور ۱۹۳۴ء میں اس ادارے کا نام (NKUD) رکھا۔ آخر میں اس ادارے کا نام ۱۹۴۱ء میں (KGB) رکھا۔ لینن نے ۱۹۴۶ء میں (MGB) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور بعد میں یہ ادارہ (NKUD) اور (NKGB) کے نام سے موسوم ہوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ ادارہ (MGB) کے نام سے موسوم ہوا۔ آخر میں یہ سب ادارے (KGB) کے نام سے موسوم ہوئے۔

KGB کے (۹۰۰۰۰) کارکن ملک کے اندر اور باہر جاسوسی میں مصروف ہیں۔ جن کو مصارف کے لئے سفید چیک دیا جاتا ہے تاکہ اپنی ضروریات کے مطابق خرچ کر سکیں۔

آج کل روسی (KGB) کے ڈر سے ماں اپنی بچے کے سامنے حکومت کے خلاف بات نہیں کر سکتی۔ روس میں ہر ہوٹل اور ہر فیکٹری کے اندر (KGB) کے ایجنٹ موجود رہتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے

آج کل روسی کے جی بی کے ڈر سے ایک ماں اپنے بچے کے سامنے بھی بات نہیں کر سکتی۔

کہ روس کے صدر چرننکو آج کل KGB کے سربراہ ہے۔ آمریکہ میں روسی سفارت کار (الگاڈی سیچکنو) تھا جس نے ۱۹۸۱ء میں امریکہ میں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے بتایا کہ دنیا میں کوئی ایسا جگہ نہیں جہاں (KGB) کا ایجنٹ کام نہ کر رہا ہو۔ فرانس، امریکہ، چین، جاپان اور برطانیہ جیسے ملکوں میں (KGB) کے الگ الگ ادارے ہیں جو ان ملکوں کی حالات روس تک پہنچاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ (KGB) بڑے بڑے ڈاکٹر، وکیل، جرنلسٹ، شاعروں اور جرنیلوں کو ہزاروں روپیہ دیکر اُن سے جاسوسی کا کام لیتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج کل روس میں آٹھ بڑے بڑے ادارے جاسوسی کے لئے کام کر رہے ہیں اور ان اداروں میں سے تین ادارے روس کے اندر دو ادارے امریکہ کے لئے اس کے علاوہ ایک ادارہ ایشیائی ملکوں یعنی پاکستان، ہندوستان، سری لنکا نیپال، برما، چین، افغانستان اور دوسری ملکوں میں جاسوسی کے لئے کام کر رہا ہے ایک اور ادارہ مشرق وسطیٰ میں جاسوسی کے لئے مختص ہے۔

روس میں کمیونسٹ پارٹی کے قیام کے ساتھ ہی فوج کے ایسے خصوصی شعبے قائم کر دیئے گئے تھے۔ جن کا کام ملک کا دفاع نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد ملک کی سالمیت اور تحفظ کے لئے مختلف امور انجام دینا تھا اس قسم کے شعبوں کا سربراہ فوجی جرنیل

مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہونے والے ایک روسی ٹرک پر نو عمر مجاہد کھڑے ہیں

نہ تھا بلکہ براہِ راست روس کی حکمران جماعت کے ماتحت تھے اور براہ راست سٹالین کے سامنے جواب دہ تھے انہیں اعلیٰ کمان ہی سے احکامات موصول ہوتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ان خصوصی شعبوں نے جرمنوں کے خلاف اہم معلومات حاصل کیں۔ مثلاً (K G B) کے ڈپٹی چیرمین جنرل جی۔ کی سیمینوف کے کے مطابق دوسری جنگ عظیم کے دوران جاسوسوں نے دشمنوں کے منصوبوں سے تعلق رکھنے والے چار ہزار سے زائد معلومات فراہم کیں۔ ان میں سے پندرہ سو کے قریب جنرل سٹاف کو دے دی گئیں چھ سو سے زائد آرمی کمانڈر کو فراہم کی گئیں۔ اور چار سو سے زائد معلومات محاذوں پر کمانڈروں اور ملٹری کونسلز کو دی گئیں۔ ان جاسوسوں کا ریڈ آرمی جنرل سٹاف سے قریبی رابطہ تھا۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد KGB اور اس کے ذیلی ادارے اتنے طاقتور اور با اثر ہو گئے تھے کہ خود فوجی جرنیلوں نے حفاظتی دستوں کو اقتدار اعلیٰ کی رسہ کشی کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا اس رسہ کشی کا ایک واقعہ ۱۹۵۲ء میں دیکھنے میں آیا۔ جب کہ روسی جرنیل بیریا نے دوسری انفنٹری ڈویژن کو ماسکو بھیج دیا اور تمام طاقت کو اپنی ہاتھ میں لینے کی کوشش کی اس دوران اس نے ماسکو فوجی ڈسٹرکٹ کے فوجی دستے فوجی مشقوں کے لئے بائیلو رشیا بھیج دیئے۔ اس نے غلطی یہ کی کہ اپنے فوجی دستے بیرکوں میں روانہ کر دیتے کہ اس دوران پولٹ بیورو کو اس کے ارادہ کی خبر ہو گئی اور خروشیف اور بلگانن وغیرہ نے ۱۹۵۳ء میں بیریا کو گرفتار کر لیا چھ ماہ بعد اسے سزائے دی گئی۔

(K G B) کی سرگرمیاں خاص طور پر اس وقت تیز ہو گئیں جب ۱۹۷۰ء میں روس امریکہ کا ہم پلہ ہو گیا اور ایک سُپر پاور کے طور پر اُبھرا۔

اس وقت روس کی جاسوسی تنظیم (K G B) بنیادی طور پر ملک کی سالمیت اور تحفظ کی ذمہ دار ہے اور کمیٹی آف سٹیٹ سیکورٹی) کے نام سے بھی موسوم ہے، متعدد فوجی اور نیم فوجی تنظیمیں اس کے ماتحت کام کرتی ہیں KGB کو اپنے فوجی اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے کن افواج کی امداد حاصل ہے اس کی تفصیل ہے۔

(K G B) اپنے فوجی دستے جو سرحدوں پر تعینات ہیں وہ تیرہ لاکھ نوجوانوں پر مشتمل ہیں۔ یہ دستے براہ راست KGB ہیڈ کوارٹر کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اور وزارتِ دفاع اور اس کے جنرل سٹاف سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے ان دستوں کا کام باغیوں سے لڑنا، سرحدی آبادی میں غداروں اور مخالفوں کا سراغ لگانا، مفتوح علاقوں میں پارٹی کنٹرول قائم کرنا اور کمیونزم کے مخالف عناصر کا قلع قمع کرنا ہے۔

۱۹۶۷ء کے بعد چین کی سرحد پر جو جھڑپیں ہوئیں ان میں (K G B) کے انہی دستوں نے حصہ لیا۔ انہی دستوں کے مشیر پہلے ویت نام کی جنگ میں ہنوئی میں مقیم تھے (K G B) کا ہیڈ کوارٹر کریملین (ماسکو) میں ۲۔ زرشنسکی سکوائر سے صرف چند گز کے فاصلے پر واقع علاقوں کے اندر قائم ہے (K G B) کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں یوری اندروپوف نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے ۱۹۶۷ء میں اس تنظیم میں شمولیت اختیار کی اور ۱۹۷۳ء میں لاورنٹی بیریا جب حکمران "پولٹ بیورو" میں شامل ہوئے تو اس تنظیم کی سربراہی انہیں سونپی گئی ان کی عمر ۶۵ سال تھی وہ ۱۹۵۶ء میں ہنگری میں سفیر تھے۔

(K G B) صرف زمین پر ہی جاسوسی کاروائیوں میں مصروف نہیں بلکہ فضائی وسعتوں (خلا) میں بھی اس کے جاسوسی سیارے محو گردش رہتے ہیں۔ یہ سیارے کمپیوٹر کے ذریعے کام کرتے ہیں اور زمین پر دشمن کے فوجی اڈوں کی رپورٹ اور تصاویر بھیجتے ہیں۔

(۱) GPU یا حکومت کا سیاسی ادارہ

روس کی مرکزی اجرائیہ کمیٹی نے ۱۹۲۲ء میں ایک فرمان صادر کیا جس کی رو سے چیکا خفیہ تنظیم کے فرائض کو از سر نو تشکیل دیئے گئے یہ انجمن وزارت داخلہ کی زیر نگرانی کام کرتی ہے جس کے ذمہ مندرجہ ذیل کام ہیں۔

۱۔ اپنے مخالفوں کو ختم کرنا اور اپنے آپ کو وسعت دینا۔

۲۔ یہ ادارہ سیاسی سرحدات پر بھی نظر رکھتا ہے۔

۳۔ اس ادارے کو یہ اختیارات دیئے گئے ہیں کہ ہر آدمی کی تفتیش کرے اور جس پر شک ہو اُس کا خاتمہ کر دیا جائے

> **روسی حکمران جب کسی ملک میں سیاسی تبدیلی کی جدوجہد میں مصروف ہوتے ہیں تو ملک کے اندر اور باہر کے جی بی کے جاسوسوں کو اس ملک میں تخریب کاری پر لگا دیتے ہیں۔**

سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں لینن نے روس میں جاسوسی کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کو ہدایت کی کہ خفیہ طور پر اپنے دشمنوں کو مار دینے کا فریضہ بھی اس کے ذمہ ہے۔

(OGPU) کا جاسوسی ادارہ:

۱۹۲۳ء کے بعد تزاری روس کا نام بدل کر سوویت یونین رکھا گیا یہ تغیرات اس لئے وقوع پذیر ہوئے تاکہ فکری اختلافات ختم ہو جائیں اور دشمن شکست کھائیں۔ جب لوگ روس کے ظلم و بربریت سے تنگ آ گئے تو لینن نے دوسیٹی تنظیم (خفیہ طور پر لوگوں کو مارنے اور اغوار کرنے کی تنظیم) بدل دیا تاکہ لوگوں میں محبوبیت کا مقام حاصل کرے اس وقت چونکہ لوگ کمیونزم کی بربریت سے آگاہ نہیں تھے اس لئے کچھ لوگوں نے لینن کی حمایت کی۔

(OGPU) میں بھی وہ لوگ شامل تھے جن کو تنظیم چیکا (Cheicka) میں رکنیت حاصل تھی۔ روس میں جبری محنت کے سب کیمپس اس ادارے کی زیر نگرانی ہیں تنظیم بالشویک اپنے مخالفین کو جیلوں میں قسم قسم کی تکلیفیں دیتی تھی۔

جزیرہ سولوویتسکی میں ایک فیکٹری ہے جس کے اندر سات ہزار سیاسی قیدیوں سے جبری محنت کا کام لیا جاتا ہے۔ آخر اس قتل و غارتگری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں لوگ دوسری ملکوں میں پناہ گزین ہوئے اور عوام کے دلوں میں کمیونزم سے نفرت پیدا ہوئی۔

N.V.KD کا جاسوسی ادارہ:

۱۹۳۴ء میں اس ادارے نے مندرجہ ذیل فرائض بھی اپنے ذمے لئے۔

(۱) مسئولیت، صیانت و حفاظت دولت
(۲) سب جزائی مؤسسوں پر نظر رکھنا۔
(۳) محکمہ پولیس کا انتظام کرنا۔
(۴) بحری فوجوں پر نظر رکھنا
(۵) سرحدوں کے حفاظت کرنا
(۶) اس تنظیم و ادارے نے روس میں تاریخ کا ایک نیا باب کھولا اور اس تبدیلی کے ساتھ وہ سب لوگ جو ملک کے اندر اور باہر جاسوسی میں مصروف تھے ایک ہو گئے اور اس تنظیم سے ایک ایسا طاقتور پولیس تنظیم وجود میں آئی جسے مخالفین کو ختم کرنے اور جبری محنت کے اختیارات سونپ دیئے گئے۔

بالشویک پارٹی کی ایک رکن "کیروف" کو جب قتل کیا گیا تو اسٹالن نے اس حادثہ سے استفادہ کرتے ہوئے دو ہزار افراد کو بے گناہ قتل کر دیا۔ اور ہزاروں افراد کو محکمے کے لئے سائبیریا بھیج دیا گیا۔ حالانکہ کیروف کو خود سٹالن نے قتل کیا تھا۔

دوسرے ملکوں کی سیاسی تبدیلی میں KGB کا حصہ؟

روسی حکمران جب کسی ملک میں سیاسی تبدیلی کی جدو جہد میں مصروف ہوتے ہیں تو ملک کے اندر اور باہر (KGB) کے جاسوسوں کو اس ملک میں تخریب کاری پر لگا دیتے ہیں تاکہ ملک میں ایسی فضا پیدا کی جائے جو روس کے مفاد میں ہو جس طرح افغانستان میں روس کے ایک سابق سفارت کار (ایگزانڈر میخا لو وییچ کوزانوف) نے روس کی ہدایت پر ۱۹۷۹ء میں ایک سازش کی۔ جس کے نتیجے میں اختیارات دولت افغانی کمیونسٹوں کو سونپ دیئے گئے پھر جب افغان مسلمانوں نے کمیونزم کے خلاف اعلانِ جہاد کر دیا تو (KGB) کے ایجنٹوں نے روس کو خبردار کیا کہ کمیونزم کے لئے خطرہ ہے لہٰذا کچھ اقدامات کئے جائیں۔ جب روس کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ۱۹۸۰ء میں سب انسانی اور بین الاقوامی حقوق پامال کر کے اپنے مظالم فوجیں افغانستان میں داخل کر دیں اور بیس لاکھ بے گناہ مسلمانوں کو شہید

روسیول کی ایک تباہ شدہ بکتر بند گاڑی

کر دیا اور افغانستان کی گیس، جواہرات اور دوسرے معدنی ذخائر پر پل پڑا۔ (KGB) کے خطرناک ایجنٹ الیگزانڈر میخائیلوویچ کوزالوف نے کئی سال پہلے جرمنی میں بھی لوگوں کو بغاوت پر اُکسایا تھا جس کے نتیجے میں جرمن دو حصوں میں تقسیم ہوا۔

(KGB) کے ایجنٹوں نے نیکاراگوا، جنوبی کوریا، ایتھوپیا اور ویٹ نام میں بھی انقلابات برپا کئے اور ۱۹۷۴ء میں چلی میں بھی سیاسی تبدیلی لانے کی کوشش کی جو کہ ناکام ہوئی۔

اس کے علاوہ ۱۹۶۶ء میں جب جمال عبدالناصر اپنے دورہ پر ماسکو گئے تو (KGB) کے ایجنٹوں نے اپنے طرف سے اخوان المسلمون پر الزام لگایا کہ وہ امریکہ اور برطانیہ کی ایماء پر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ ناصر نے اس بات پر یقین کرتے ہوئے ہزاروں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۱۹۸۱ء میں لیبیا کی ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ روس کو ایک ایسی سند ملی ہے جس میں سادات حکومت کے خلاف ایک منصوبہ بن رہا ہے مگر سادات چونکہ روس کے پروپیگنڈے سے واقف تھا اس نے اس بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ چنانچہ دو ماہ بعد (KGB) نے سادات کو قتل کر دیا۔

۱۹۷۹ء میں جب نامعلوم افراد نے حرم پاک پر قبضہ کیا اور کعبہ میں موجود نمازیوں کو یرغمال بنا دیا تو روسی (KGB) نے سب دنیا کو خبردار کیا کہ (CIA) نے حرم پاک پر قبضہ کیا ہے۔ یہ پروپیگنڈہ اس لئے تھا کہ روس کو پاکستان پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

ان دنوں میں (KGB) نے اپنی جاسوسی نظام کو تقویت پہنچانے کے لئے نئی تکنیک کا آغاز کیا ہے اپنے ایجنٹوں کو امریکہ کی (CIA) سے منسوب کر کے اپنی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتی ہے (KGB) اپنے کارکنوں کو دوسرے جاسوسی اداروں سے مختلط کرنے کا مقصد ان کا راز معلوم کرنا ہے تاکہ ماسکو کو اس سے باخبر کیا جائے۔

بالشویک پارٹی کی ایک رُکن کیروف کو جب قتل کیا گیا تو اسٹالن نے اس حادثہ سے استفادہ کرتے ہوئے دو ہزار افراد کو بے گناہ قتل کر دیا۔

کچھ عرصہ پہلے (KGB) نے اپنے کارکن مسٹر بلٹز کو (CIA) سے منسوب کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۸۱ء میں امریکہ اور ہندوستان کے درمیان جب تعلقات خراب ہوئے تو (KGB) نے یہ خبر مشہور کی کہ امریکی سفیر مسٹر گریفتن نئی دہلی میں (CIA) کا سربراہ ہے اور ساتھ ہی ہندوستان کے ایک کمیونسٹ صحافی نے اپنے ایک مضمون میں یہ لکھا کہ امریکی سفیر جب سری لنکا کی دورے پر گیا تھا۔ وہاں اس نے (CIA) کا فریضہ سرانجام دیا اور سری لنکا میں (CIA) کا ایک نیا ادارہ تشکیل دیا۔

اُدھر روس کی خبر رسان ایجنسی نے یہ خبر شائع کی کہ امریکہ کا سفیر اندرا گاندھی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ مسٹر گریفتن (CIA) کا رکن نہیں تھا بلکہ امریکہ کی خارجہ وزارت کا ایک آفیسر تھا۔

پولینڈ میں مزدور تحریک اور KGB

پولینڈ میں دس ملین مزدوروں نے روسی یہودی کارل مارکس کے اس مقولہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جس میں کہا گیا تھا کہ دنیا بھر کے مزدورو متحد ہو جاؤ۔ سب ملکر اپنے آزادی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہوئی ایک سربراہ "کولیخ ویلنسیا" کے نام سے منتخب کیا اور ۱۹۸۰ء میں ایک یونین تشکیل دی تاکہ اپنے انسانی اور بین الاقوامی حقوق کے حصول کے لئے کوشش کریں۔ مگر اس آزادی کے نعرہ کا روس نے بڑا اثر لیا۔ اور وہ اس جدوجہد میں مصروف ہوا کہ پولینڈ کے مزدوروں کی آزادی کے اس نعرہ کو غلامی کے نعرہ میں بدل دیں اور پولینڈ والوں سے کہا کہ آپ امپیریلزم کے خلاف نعرے لگائیں۔ یہاں تو کمیونزم ہے اور کمیونزم میں آپ کے حقوق محفوظ ہیں روس نے اپنے ایک پولینڈی جاسوس سے کہا کہ اپنے ملک میں مارشل لا نافذ کریں۔ تاکہ لوگ منتشر ہو جائیں۔

(KGB) کا ایجنٹ (یاروزلسکی) نے بھی روس کے کہنے پر مارشل لا نافذ کر دیا اور ہزاروں لوگوں کو جیلوں میں بند کر دیا۔

اس طرح (KGB) دنیا کی دوسرے ملکوں میں بھی پولینڈ کی طرح جاسوسی میں مصروف ہے اور بہت سے ملکوں میں بے شمار انسانوں کو لقمۂ اجل کر دیا ہے۔

داستانِ ظلم

صوبہ لغمان وادی غلیگار سے تعلق رکھنے والا ایک مجاہد گروپ کے مقامی کمانڈر جناب میر محمد خان نے جو حال ہی میں پشاور آیا ہے۔ روسی ظلم و بربریت کا کچھ یوں بیان کیا:

افغانستان میں روسی وحشی اور خونخوار ریچھ افغانوں کی ختم کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں اور نئے نئے طریقے آزما رہے ہیں۔

روسیوں نے افغانستان کی شہری اور دیہاتی علاقوں پر جس بے رحمی اور بیدردی سے بمباری کی ہے۔ اور جس طریقے سے افغان عوام کو قتل کیا ہے۔ میری زبان اُن کے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ میں یہاں صرف دو تین وارداتوں کا تذکرہ کرنا کافی سمجھوں گا۔

گزشتہ دنوں علاقہ پروائی پر تقریباً دس مگ جنگی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں نے اچانک حملہ کیا اور پے در پے بم برسائے اور چند ہی منٹوں میں پورے گاؤں کو ملیامیٹ کر دیا۔ ہم تیس مجاہد ایک مجاہد گروپ کی لاشوں کو نکالنے کے لیے وہاں گئے ابھی ہم لاشوں کو نکالنے کا کام کر رہے تھے کہ روسی وحشی پائیلٹوں نے ہمیں دیکھ کر ایک بار پھر بمباری کرنے کے لیے پہنچ گئے۔ ہم نے مجبوراً اپنے آپ کو حفاظت کے لیے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے ہم پر راکٹ برسائے اور بارش کی طرح گولیاں برسائیں غرض یہ کہ زہریلی گیس بھی چھوڑی۔ اس گولہ باری کے نتیجے میں کئی مجاہد بھی زخمی ہوگئے۔ روسی پائلٹوں نے شام تک اس گاؤں پر پروازیں جاری رکھیں اور کسی کو مہلت نہ دی کہ اس گاؤں کے ہلاک شدگان کی لاشوں کو ملبے کے ڈھیروں سے نکال سکیں۔

ہم نے رات کے وقت وہاں جا کر ان مظلوم اور بے گناہ عوام کی لاشوں کو نکالا۔ میں نے کئی ایسے گھروں کو بھی دیکھا جہاں پر تمام تر باشندے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سمیت ملبے کے نیچے دب کر جاں بحق ہوگئے تھے۔ اس بمباری میں سینکڑوں مویشی بھی ہلاک ہوگئے۔ باغات اور کھڑی فصلیں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔

میر محمد خان نے ایک اور دل سوز واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک دن ایک بوڑھے باپ نے اپنے دو بیٹیوں کو صبح سورج طلوع ہونے کے وقت گاؤں سے ذرا دُور اپنے ایک باغ میں بھیج دیا جہاں پہلے ہی سے وہاں ایک زیرِ زمین محفوظ جگہ بنالی گئی تھی۔ تاکہ روسی بمباری سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان دونوں بیٹوں کو روسی جہازوں نے راستے ہی میں گولیاں برسا کر ختم کر دیا۔ وہ بے چارے اپنے ٹھکانے تک پہنچنے نہ پائے۔

ان دونوں ننھے منے معصوم بچوں کے جسم بموں کے دھماکوں اور گولیوں کی بوچھاڑ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ادھر

مجاہدین ایک روسی ٹینک پر قبضہ کرنے کے بعد اس پر پہرہ دے رہے ہیں

اُدھر بکھرے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک بچے کا سر تن سے جُدا تھا اور نہ جانے کہاں گر گیا۔ تلاش کے بعد بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان بچوں کے جسم کے اکثر ٹکڑے آس پاس کے درختوں پر لٹکے نظر آرہے تھے۔

کمانڈر موصوف نے کہا کہ اس کا غمزدہ باپ ادھر ادھر گھوم کر اپنے جگر گوشوں کے جگر کے ٹکڑے جمع کر رہا تھا اور زبان سے یہ الفاظ جاری تھے کہ اے اللہ الغالمین ہمیں ان ظالموں کے ظلم سے بچا اور اس خونخوار دشمن کے مقابلے میں ہمیں صبرِ ایوبی اور استقامتِ ابراہیمی عطا فرما تاکہ اس عظیم جہاد میں آپ کی رضا سے معمور ہو جائیں۔ کمانڈر صاحب نے ایک پر ہجوم حملے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک دفعہ وحشی اور خون آشام فوجیوں نے علاقہ ساؤ پر حملہ کیا۔ اور اس علاقے کے تمام گھروں کو آگ لگا کر جلا ڈالا اور تمام راستوں کو کھلونا بموں اور بارودی سرنگوں سے بھر دیا تاکہ فرار ہونے والے لوگ ان بموں کے پھٹنے سے ہلاک ہو جائیں۔ اس حملے میں ان وحشی فوجیوں نے گاؤں کے اکثر بوڑھوں کو جو بھاگنے سے عاجز تھے جمع کر کے ان کے بدن پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی اور اس طرح ان بیگناہ افراد کو زندہ جلا ڈالا۔

ایک اور مجاہد جناب نور یار صاحب نے روسیوں کی ظلم و بربریت بیان کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ وردک گاؤں حسن بیک میں واقع ایک جامع مسجد میں جبکہ صبح کے وقت لوگ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد درس قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ اچانک دو جیٹ لڑاکا جہاز فضا میں نمودار ہوئے۔ اور تیزی سے غوطہ کھا کر مسجد پر کئی بم برسائے اور فرار ہو گئے۔ اس بے رحم بمباری میں مسجد میں موجود تقریباً ٦٠ سے زائد نمازی موقع پر ہی شہید ہو گئے۔

ایک اور مہاجر جو حال ہی میں پشاور آیا ہے بتایا کہ گزشتہ مہینے ترکستان سے دس افراد پر مشتمل ایک خاندان روسی ظلم و بربریت سے تنگ آکر پشاور آرہے تھے کہ راستے میں کمیونسٹ فوجیوں نے پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لا کر ایک گاؤں میں لوگوں کو مجمع کے سامنے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اور مخاطب ہو کر کہا جو لوگ وطن سے فرار ہونے کی کوشش کرتا ہے اس کا انجام اس طرح ہی ہوگا۔

تحریر حسین صحرائی

انتظار

زرینہ غصے میں بپھری ہوئی شیرنی دکھائی دیتی تھی۔ جو بھوک کی شدت سے بے تاب اپنے شکار پر ہر وقت جھپٹنے کے لئے تیار ہو اور اُس کے غیض سے شاید ہی کوئی جانور بچ سکتا ہو رات تیزی سے گزر رہی تھی۔ وہ تھی کہ کانٹوں میں اُلجھے ہوئے اپنے دامن کو تار تار ہونے سے بچانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ خدا جانے وہ اس وقت کہاں ہوگا ؟ کس حال میں ہوگا ؟ ...... کیا کر رہا ہوگا؟ سوالات کیا تھے۔ نوکیلی چٹانیں تھیں جو اس کے ذہن کو کچو کے دیتیں تو وہ درد کی ٹیس سے اپنے جسم کو خزاں رسیدہ پتوں کی طرح لرزتے ہوئے محسوس کرتی۔ جو اپنے ہی جیسے دوسرے پتوں سے التجائیں کرتے ہیں۔ ہم زرد ہو گئے تو کیا ہوا ؟ ہمیں اس طرح اپنے سے جُدا تو نہ کرو۔ ماضی کے دریچوں میں جھانکو کبھی ہم بھی تمہارے سرسبز و شاداں شریک سفر تھے۔ لیکن وہ اپنی آنکھیں پھیر لیتے اور پتہ خاک میں مل کر کسی کے پیروں تلے روندے چلے جاتے۔

اس کے ذہن میں ایک خیال نے سر اُبھارا۔ آج آنے دو میں اس سے صاف صاف بات کروں گی۔ آخر برداشت کی بھی تو ایک حد ہوتی ہے خود تو کہیں دوستوں میں بیٹھ کر گلچھڑے اڑ رہے ہوں گے۔ اور میں ساری رات پریشان انتظارِ کرب کی آگ میں سلگ رہی ہوں گی۔ اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا پھر وہ خود سے مخاطب ہوئی کیا میں یہ سب کچھ اس کے سامنے کہہ بھی سکوں گی اس کے اندر سے کسی نے چٹکی لیتے ہوئے کہا۔ ”ہاں کیوں نہیں کیا میں ڈرتی ہوں“ نہیں نہیں تم کبھی ایسا نہیں کر سکتیں“ اچھی طرح سوچ لو۔“ اس کے دل و ذہن کے درمیان سرد جنگ جاری تھی، اچھی طرح سوچ لو۔“

ہاں میں نے خوب غور کرنے کے بعد ہی تو فیصلہ کیا ہے“ وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آن کھڑی ہوئی، چند ثانیے وہ خاموش کھڑی رہی پھر اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے سرد جھونکے اس کے جسم کو تھپکیاں دے رہے تھے۔ لیکن وہ گم سم کھڑی باہر اندھیرے میں کوئی چیز تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اندھیرے میں آسمان پر ستاروں کے سوا کسی ذی روح

ایک ٹینک پر قبضہ کرنے کے بعد مجاہدین اس کی تلاشی لے رہے ہیں

ایک تباہ شدہ روسی ٹینک کے پاس مجاہدین کھڑے ہیں

کا وجود نہیں تھا۔ تمام کائنات محوِ خواب تھی۔

وہ آسمان پر نظر جمائے ستاروں کو تک رہی تھی۔ رات کی سیاہی رخصت ہو رہی تھی۔ سحر کی سپیدی نمودار ہونے کو تھی۔ اندھیرے اُجالے کے درمیان آنکھ مچولی میں اجالا جیت گیا۔ دور پہاڑ کے پیچھے سے سورج نے اپنا سر نکالا اس کی کرنیں مسجد کے ٹوٹے ہوئے مینار سے ٹکرائیں۔ زرینہ نے کھڑکی بند کی اور اپنے کمرے میں آ گئی دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ صحن میں آئی۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے دروازہ کھولا، سامنے اس کا اپنا وجود اس کی عصمت و عفت کا محافظ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں تھے لیکن لبوں پر دلفریب مسکراہٹ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ کیا کرے، غیرارادی طور پر وہ دروازے سے ہٹ گئی۔ اداس پریشان وہ خاموش کھڑی اسے گھور رہی تھی وہ کیا بات ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ تم خاموش کیوں ہو؟ اس نے اپنا سر اوپر اُٹھایا۔ شہباز نے محسوس کیا کہ موتی بس اب بکھرنا چاہتے ہیں اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھی۔ تم سو نہیں سکی ہو۔ شاید اسی لئے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آؤ اندر چلیں تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ اس نے آہستہ سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ جس میں محبت، نرمی شفقت اور ہمدردی کا احساس غالب تھا۔ "چھوڑ دو مجھے" یہ کہتے ہوئے اس نے شہباز کا ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹا دیا۔ وہ پھوٹ پڑی۔ ذہن میں جمع ہونے والا غصہ لفظوں کے تیز دھاروں کے درمیان بہہ نکلا۔

"میں کون ہوں تمہاری" وہ دھاڑی، "بیوی" "نہیں ہرگز نہیں۔ شاید ملازمہ ہوں میں نے برداشت کیا ہے اب مجھ سے یہ بالکل برداشت نہیں ہو سکتا ہے تم رات رات بھر اپنے دوستوں کے درمیان رنگ رلیاں مناتے رہو اور میں اس گھر میں اکیلی پڑی ساری ساری رات تمہارا انتظار کرتی رہوں اگر تم کو میرے ساتھ یہی سلوک روا رکھنا تھا تو کیوں کی تھی مجھ سے شادی؟" زرینہ کے یہ تیز جملے سن کر وہ مسکرایا۔ اس کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ نے اس کے وجود کے لالہ زار کو بادِ صرصر کی ہوا سے جلا کر راکھ کر ڈالا۔ تصورات میں ننھی ننھی معصوم کلیاں بن کھلے مرجھائے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ ہولے سے بولا "زرینہ غصہ تھوک دو اور میری بات سمجھنے کی کوشش کرو"۔ "نہیں میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔ میں آج ہی اپنے باپ کے پاس چلی جاؤں گی" یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ستارے برس رہے تھے۔ وہ ہکا بکا کھڑا اُسے تک رہا تھا اُسے اپنے کانوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔

"زرینہ ہوش کرو۔ کیا تم واقعی اتنا بڑا فیصلہ کر چکی ہو" "ہاں آج ہی اور اسی وقت" وہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑی۔ شہباز چند لمحے سوچتا رہا پھر انتہائی پرسکون لہجے میں بولا "کیا تمہیں اب میری بات پر اعتبار نہیں رہا"

"نہیں ہرگز نہیں تمہارے پاس سوائے اس کے اور کہنے کے لئے کیا ہے۔ تم گل رخان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ملکی معاملات پر گفتگو کر رہے تھے اور رات گزر گئی۔ لیکن تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے میں رات گل رخان کے گھر گئی تھی۔ لیکن تم دونوں وہاں نہیں تھے۔ جاناں گل گھر پر اکیلی تھی۔ تم مجھ سے اب تک جھوٹ بولتے رہو تم اور تمہارا دوست جھوٹا ہے" وہ نفرت آمیز لہجے میں بولی عرصہ دراز کا غبار شاید وہ آج ہی اتارنے پر تلی ہوئی تھی۔ یہ گفتگو ایک برق تپاں تھی جو اس شہباز پر گری۔ وہ اس کے لئے

تیار نہیں تھا۔ بوکھلاہٹ اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ لیکن صرف چند سیکنڈ اس کی یہ کیفیت رہی۔ آہستہ آہستہ وہ پرسکون ہوتا چلا گیا۔ چند لمحے اس طرح خاموشی گزر گئی۔

" زرینہ! تم سچ کہتی ہو رات میں اور رخمان گل شہر سے باہر ایک میلہ دیکھنے چلے گئے تھے۔ اچھا اب چھوڑو بھی"

" نہیں میں نے کہہ جو دیا میں کچھ سننا نہیں چاہتی۔ میں جا رہی ہوں" "لیکن سوارات ایک آدمی بتا رہا تھا کہ وہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ سارا شہر بھیانک کھنڈر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جگہ جگہ انسانی لاشیں سڑ رہی ہیں۔ ان حالات میں تمہارا وہاں جانا مناسب نہیں۔ تم چاہو تو میں تمہاری غلط فہمی دور کر سکتا ہوں اگر نہیں تو چند دن اور انتظار کر لو میں تمہیں خود چھوڑ آؤں گا" زرینہ یہ سن کر تڑپ اٹھی" یا اللہ خیر کرنا تو میرے والدین کو اپنی امان میں رکھیو۔ ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں۔ لیکن چند دن بعد تم مجھے اپنے والد کے پاس چھوڑ آؤ گے" وہ بولی۔

" ہاں میں وہ کرتا ہوں، اچھا بابا اب تو جنگ بند ہو گئی۔ جنگی قیدی کو ناشتہ ملے گا یا نہیں"

یہ جملہ شہباز نے کچھ اس طرح ادا کیا کہ وہ بے اختیار ہنس پڑی۔" ہاں کیوں نہیں ہم قیدی کے ساتھ اچھا سلوک کرینگے" وہ بولی، چند لمحوں کے بعد دونوں بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ اچانک ان کے سروں سے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی ایک ٹکڑی گزری ان کا رخ غزنی کی طرف تھا۔ زرینہ نے اپنی نگاہیں شہباز کے چہرے پر گاڑ دیں اور بولی۔

" ہم تو پرامن اور حکومت کے حامی ہیں لیکن یہ خون ریزی ہمیں ختم کر ڈالے گی۔ تم یہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرو۔"

" ہوں" وہ آہستہ سے بولا "

" ہوں نہیں کوشش کرو۔"

" کیوں کیا گھبرا گئی ہو؟"

" نہیں"

" اچھا" وہ سوچ کے سمندر میں کوئی سیپ تلاش کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا " ضرور کوشش کروں گا۔" پھر وہ اٹھا اور کپڑے تبدیل کر کے اپنی دکان پر چلا گیا شام ہوتے ہی وہ گھر آجاتا۔ زرینہ اسے اپنے درمیان پا کر بہت خوشی محسوس کرتی تھی۔ زندگی کے دن ہنستے مسکراتے گزرتے رہے پھر ایک روز وہ شام کو غائب ہو گیا آج اسے غائب ہوئے دوسرا روز ہو چکا تھا۔ زرینہ کرب و انتظار کے انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔ ستارے اپنی اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ دن کا اجالا پھیل کر اس بات کا اعلان کر رہا تھا کہ غلامی، اذیت، تباہی کا لامتناہی دور ختم ہو سکتا ہے۔ وہ انتظار کرتی کرتی تھک سی گئی تھی۔ اس نے اپنا سامان سوٹ کیس میں بھرا اور اپنے باپ کے گھر جانے کے لئے دروازے کی سمت بڑھی کہ دستک کی آواز نے ایک لمحہ کے لئے اسے اپنا ارادہ بدلنے کے لئے مجبور کر دیا چند لمحے وہ کھڑی سوچتی رہی پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی اور ایک زوردار جھٹکے سے اس نے دروازہ کھولا، سامنے گل رخمان کھڑا ہوا تھا۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں بولی۔

" تم! بھائی خیریت؟ اکیلے؟ وہ کہاں ہے؟" اس نے ایک ہی سانس میں اپنا مافی الضمیر بیان کر ڈالا۔

" وہ ٹھیک ہے بہتر جگہ پر ہے لیکن تم اب اسے کبھی نہیں دیکھ سکو گی اور نہ ہی تم اب اپنے والد سے جا کر اس کی شکایت کر سکو گی"۔

" لیکن کیوں؟" وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولی"

میری بہن وہ اس لئے کہ شہباز شہید ہو گیا۔"

" کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا وہ قربان ہو گیا؟" " ہاں رات ہم مجاہدین سے مل کر شب خون مارتے تھے۔ ایسے ہی ایک منصوبے میں ہم نے دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا۔ لیکن شہباز ہم سے جدا ہو گیا۔" اس نے اپنے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو صاف کئے اب وہ اس کی غیر حاضری کا جواز سمجھ گئی۔

" تم عظیم ہو شہباز عظیم تم کاش میں نے حسن ظن سے کام لیا ہوتا" پھر اس نے رائفل اٹھائی اور گل رخمان کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی، مقصد کے حصول کی خاطر۔ اس راہ پر جو شہباز نے دکھائی تھی۔

(قسط اول)

گلزار احمد

حضورؐ بحیثیت سپہ سالار

تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک انسانیت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن نہ ہو گی اس وقت تک جنگ ناگزیر رہے گی۔ اس لئے کہ جب تک انسان کے اعمال کی تہہ میں رضائے باری تعالیٰ کے سوا دوسرے عوامل بروئے کار رہیں گے اس وقت تک وہ ان عوامل کے اثر کے تحت اپنے مفاد کی تکمیل کے لئے اپنے سے کمزور انسانوں پر بالادستی کو اپنا حق سمجھتا رہے گا اور یوں جنگ کے شعلے وقتاً فوقتاً بلند ہوتے رہیں گے، ایسے ماحول میں ہر قوم اور ہر ملّت کا فرض معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کے تشدّد کی روک تھام کے لئے تیار رہیں اور اپنی حدود کے اندر کسی ظالم کو داخل نہ ہونے دیں۔ ایسے ہی مواقع کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے۔

خُذُوا حِذْرَكُمْ (النساء ۷۱)

"اپنا بچاؤ کر رکھو" (یعنی اپنا دفاع مکمل رکھو)

دوسری جگہ اس سے بھی واضح اور پرزور الفاظ میں اسی موضوع پر احکام صادر فرماتے ہیں:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الانفال: ۶۰)

"اور اپنی حد استطاعت تک ان کے لئے تیار رکھو قوت اور گھوڑوں کی قطاریں۔"

فتنہ و فساد برپا کرنے والی قومیں اسی تاک میں رہتی ہیں کہ ان کے پڑوسی اپنی دفاعی قوت کو کسی نہ کسی طرح کم کریں تاکہ وہ ان پر یکایک حملہ آور ہو کر انہیں اپنا تابع بنالیں،

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ط (النسآء: ۱۰۲)

"تاکہ وہ تم پر ایک ہی اچانک حملے میں ٹوٹ پڑیں۔"

اللہ کے ان احکام پر جس مکمل انہماک کے ساتھ حضور سرورِ کونین فخر انبیاء ختم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اس کی مثال نہیں ملتی اسی لئے لشکر سالاری اور لشکروں کی تیاری میں آپؐ کی ذاتِ بابرکات تا قیامت مکمل ترین نمونہ رہے گی، جس قوم نے حضورؐ کو اپنے وطن سے نکالا تھا۔ اس سے یہ توقع نہ ہو سکتی تھی کہ آپ کو کسی دوسری مملکت میں چین اور آرام سے دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے دے گی۔ ابوجہل کی جہالت یوں تو مسلم ہے کہ وہ دینِ فطرت کی ہمہ گیری اور اس کے ذریعہ ہی نوع انسان کی فلاح کو نہ سمجھ سکا تھا، مگر وہ اتنا ناسمجھ نہ تھا کہ اس بات کا احساس نہ کر سکتا کہ اس دین پر چل کر انسانیت لاطبقاتی معاشرہ قائم کرنے کی اہل بن جائے گی اس لئے اگر اس دین کو وہ بے روک ٹوک بڑھنے، پھیلنے اور پھلنے پھولنے کا موقع دیتا تو اس کی قوم کے کہنہ معاشرے کو باطل قرار دیئے جانے کا خطرہ تھا، کون نہیں جانتا کہ جب ایک نظام اپنی بساط تہہ کر لیتا ہے تو اس بساط کے بچھانے والے بھی نااہل قرار دیئے جاتے ہیں اور نئی بساط بچھانے میں جو پہل کرتے ہیں وہ لوگ نئے دور کی باگ ڈور اور اقتدار سنبھال کر اپنا سکہ رائج کرتے ہیں اس لئے ابوجہل اور ابوسفیان نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کو مدینہ میں کامیاب زندگی بسر کرنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ یہ صرف قریش کا فیصلہ نہ تھا بلکہ قریش کی قیادت میں پورے جزیرۃ العرب کے اکثر قبائل کو اسلام کے اصولوں سے خوف پیدا ہو چکا تھا اور وہ مدینہ کی نوزائیدہ طاقت کو کچل دینے کی خواہش میں ان کے ہم نوا بن چکے تھے۔ قریش اور عرب قبائل نے اپنی اس خواہش کو ابتدا ہی سے ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا۔ جب سعد بن وقاص عمرہ کرنے کی غرض سے مکّہ گئے تو ابوجہل نے ان سے کہا: "تم لوگوں نے صابیوں (اہل اسلام) کو پناہ دی ہے، میں یہ نہیں دیکھ سکتا کہ تم مکّہ میں آؤ...."

حالتِ جنگ کا آغاز

حضورؐ کے ورودِ مسعود سے قبل مدینہ کی قیادت عبداللہ بن ابی کے ہاتھ میں تھی۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس کی تخت نشینی

نعیم صدّیقی

ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے!

ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے
بہارِ تازہ! ابھی نہ آنا، ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے
نہ سوئی خوشبوؤں کو جگانا، ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے
ابھی نہ مے رنگ کی لنڈھانا، ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے
ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے

ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے کنارِ جیحوں سے تا بہ سیحوں
چٹانوں پر، ریت پر، گیہ پر، بنے ہیں ہر سو نقوش گلگوں
ہے رسمِ خط کچھ عجیب جس میں رقم ہوا ہے جنوں کا مضموں
ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے

جلال آباد ہو کہ غزنی، کنھار یا وادیٔ ہمالا
جنش کی جانب نگاہ ڈالو! اُدھر یمن اور آگے سینا
بہ ہر طرف گرم رزم گاہیں، بہ ہر طرف معرکے بپا ہیں
مقابلِ تیغِ جارحیت، ہے میرا ایماں غیور و غیّور
مرے تڑپنے کا لطف اُٹھاؤ! مرے حریفو! کرو تماشا
گواہی تاریخ کی سُنو، میں ہمیشہ مَر مَر کے جیتا آیا
مٹے ہیں چنگیز اور ہلاکو مگر میں اب بھی ہوں رزم آرا
ابھی مرا خُون بہہ رہا ہے

بہار!

رسد سے محروم میرے بھائی
نیپام بم گِرتے ہیں مسلسل، بھر
پگھلتے سیسے کے گرم ٹکڑے
خُدا کی تائید ہے کہ پھر بھی
ابھی مرا
بناتی ہے ہڈیوں کا چُورا، ا
ابھی درانتی کو کاٹنی ہے سر
ستارۂ سُرخ کے اثر سے، ب
ابھی مرا

ابھی نہ آنا

پہاڑیوں پر سے لڑ رہے ہیں
ے پُرے گھر اُجڑ رہے ہیں
ں میں سینوں میں گڑ رہے ہیں
ڈ کے لشکر پچھڑ رہے ہیں
وُن بہہ رہا ہے
بھی ہتھوڑے کی آمریت
ں کی کھیتی بہ کشتِ ملّت
ڈھے گی کچھ اور سُرخ ظلمت
وُن بہہ رہا ہے

یہ لال کھالوں میں ریچھ چیتے، بشر کو کرنے شکار نکلے
یہ سر پریشانِ آدمیت، کمینہ خوار و ذار نکلے
زمانہ سمجھا، فرشتے آئے، مگر یہ مخلوقِ نار نکلے
ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے

یہ نان دیں اور اس کے بدلے ہیں، آن، ایمان، جان لے لیں
یہ چڑھ کے جس قوم پر بھی دوڑیں، اُسی سے اس کے جوان لے لیں
جو لکھے اس کے قلم کو توڑیں، جو بولے اس سے زبان لے لیں
ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے

ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے، مگر میں اس کا حساب لُوں گا
ستم جو ڈھائے گئے ہیں مجھ پر، میں آخر ان کا جواب لُوں گا
ضرور اِک دن میں تیرا بدلہ، مِرے جہانِ خراب لوں گا
ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے

شہید ہو ہو کے پھر اُٹھوں گا، نہ موت کے ہاتھ آؤں گا میں
رسُولِ رحمت کے دشمنوں کو لہُو کے آنسو رُلاؤں گا میں
مٹا کے اس دَور کا جہنم، جہانِ تازہ بساؤں گا میں
ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے

پھر آؤں گا، بزمِ نو سجاؤں گا، نغمۂ شوق گاؤں گا میں
اچھالتا پھول آؤں گا میں، مئے مسرّت لنڈھاؤں گا میں
جہاد کی کامرانیوں کی کہانیاں پھر سُناؤں گا میں
ابھی مِرا خوُن بہہ رہا ہے

کی تیاریاں بھی کی جا رہی تھیں، حضورؐ کے آنے کے بعد میثاق مدینہ وجود میں آیا اس معاہدے کی رُو سے مدینہ کی قیادت حضورِ اقدس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے یہودی اور مشرک ساتھیوں کو یہ امر ناگوار گزرا تھا۔ قریش نے اس ناگواری کو عجیب طریقے سے بھڑکانے کی کوشش کی۔ تاکہ مسلمانوں کا خاتمہ بھی ہو جائے اور مدینہ پر مکّہ کی برتری بھی قائم رہ سکے۔ انہوں نے لکھا تھا۔

"تم نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تم لوگ ان کو قتل کر ڈالو یا مدینہ سے نکال دو۔ ورنہ ہم تم پر حملہ کریں گے اور تم کو گرفتار کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے۔"

اس طرح کے خطوط کو اُن حالات کے پس منظر میں دیکھنا ضروری ہے جو حضورؐ کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل مکّہ میں رونما ہوتے رہے تھے۔ جب تک حضورؐ مکّہ میں رہائش پذیر تھے، مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ہوتے رہے حتیٰ کہ انہیں حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ مگر جب وہ اپنا آبائی وطن اور وہاں کا تمام اثاثہ و جائیدادیں چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تو ان کے خلاف اور ان کو پناہ دینے والوں کے خلاف پورے جزیرۃ العرب میں زہر پھیلانا شروع کیا گیا کہ یہ مساواتِ انسانی کی دعوت ہمارے معاشرے کو تہہ و بالا کر دے گی اس لئے اس دعوت کے حاملین کو ختم کرنا ضروری ہے۔ یعنی یہ اعلانِ جنگ تھا کہ مدینہ جب تک اس داعیؐ کو اپنے اندر رکھے گا اس وقت تک پورا عرب مملکتِ مدینہ کے خلاف جنگ آزما ہوتا رہے گا۔

دوسری طرف سے میثاقِ مدینہ اس اعلانِ جنگ کو قبول کر لینے کے مترادف تھا کہ ہاں! ہم نے محمد رسول اللہ کو رسول مان لیا ہے۔ ہم نے اس کے لائے ہوئے نظامِ حیات کو قبول کر لیا ہے۔ ہم اس نظامِ حیات کے مطابق زندگی گزاریں گے اور اس نوزائیدہ مملکت کے آئین و قوانین کو اللہ کے بتائے ہوئے طریق پر چلائیں گے اگر اِس نظامِ حیات کے خلاف کوئی اقدام ہوا تو مدینہ کی کثیر الملّت آبادی اس مخاصمانہ اقدام کا مقابلہ کرے گی میثاق مدینہ کی دفاعی شرائط کے الفاظ قابل توجہ ہیں:

(ا) اگر یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے فریق کی مدد کرے گا۔

(ب) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریک یک دگر ہوں گے۔

(ج) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کریگا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا۔

(د) کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

(سیرت نبوی۔ علامہ شبلی نعمانی: طبع پنجم صفحہ ۲۹۶)

میثاق مدینہ کی ان شرائط سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قریش اور ان کے حلیفوں کا اعلانِ جنگ پہنچ چکا تھا اور اسے قبول بھی کیا جا چکا تھا۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ حالاتِ جنگ کا آغاز ہو چکا تھا اب طرفین موقع و محل کے مطابق ایک دوسرے پر وار کرنے کے مجاز تھے۔ دوسری بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس معاہدے کے الفاظ واضح طور پر دفاعی معاہدے کا پتہ دیتے ہیں اس میں مندرج دوسری شرائط کو آئینِ ملکی کا مقام حاصل ہے۔ البتہ مندرجہ بالا شرائط صرف دفاعِ مملکت سے متعلق ہیں اور ان میں مشترکہ اور متحدہ دفاع کے سبھی پہلو شامل کر لئے گئے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کی مدد کا اقرار۔ حملے کو فعّال طریقہ سے روکنا یک طرفہ صلح نہ کرنے کا اعلان اور دشمن کو امان نہ دینا اس میں شامل ہیں۔

میثاق مدینہ کے جلد بعد یہود اور منافقین و مشرکین کی سازشیں اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حالاتِ جنگ کا آغاز ہوتے ہی قریشِ مکّہ نے کلّی جنگ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ہر طریقہ، ہر حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ یعنی مملکت مدینہ کے اندرونی معاملات میں مداخلت شروع کر دی تھی اور وہاں بغاوت پھیلا کر اس کو اندر سے تباہ کرنے کی کوششیں شروع ہو چکی تھیں۔ ہماری نظر میں ان کوششوں کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لئے چوکنا رہنا پڑا اور اس ہمہ پہلو جنگ کی تیاریاں تیزی سے شروع کرنا پڑیں۔

اندرونی امن و امان کو حضورؐ نے نہایت صبر و استقلال اور محبت و شفقت سے برقرار رکھا۔ اور بیرونی خدشات کو رفع کرنے کے لئے متعدد چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ کرنے شروع کر دیئے، ان چھوٹے چھوٹے غزوات اور سرایا کو مہمات کا درجہ دیا جا سکتا ہے اور بدر و اُحد کو مستقل لڑائیوں کا مقام حاصل ہے۔ البتہ از اوّل تا آخر یعنی سریۂ امیر حمزہ سے لے کر غزوۂ حنین تک تمام واقعات، مہمات اور لڑائیاں ایک ہی جنگ کی مختلف کڑیاں ہیں، جنہیں حضور سرور انبیاؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تدبر، دُور اندیشی، معاملہ فہمی، فوق العادہ عسکری بصیرت اور غیر معمولی سپہ سالارانہ قابلیت کی بنا پر لڑائی کے متعدد میدانوں میں سَر کیا۔ اس جنگ کو جنگِ قریش و اسلام کا دینا موزوں ہوگا۔ بدر و اُحد

اور احزاب و حنین وغیرہ کی لڑائیوں کے علیحدہ علیحدہ اسباب و علل دیکھنے کی کوشش کرنا ارباب سیر اور بعد کے مؤرخوں کی بنیادی غلطی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بعض ناقابلِ معافی نتیجے اخذ کر لئے گئے ہیں مثال کے طور پر بدر کی لڑائی کا سبب رجب ۲ھ میں سریہ بطنِ نخلہ کے دوران حضرمی کا قتل بتایا جاتا ہے اور تو اور علامہ شبلی نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

"معرکہ بدر کا سلسلہ اسی واقعہ سے وابستہ ہے۔" (سیرت نبوی صفحہ ۳۱۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "واقعہ یہ ہے کہ حضرمی کے قتل نے تمام مکہ کو جوشِ انتقام سے لبریز کر دیا تھا۔" (سیرت نبوی صفحہ ۳۲۴)

ان الفاظ سے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اگر حضرمی نہ مارا جاتا تو قریشِ مکہ ہرگز مدینے پر حملہ آور نہ ہوتے، حالاں کہ سعدؓ بن وقاص کے ساتھ جو باتیں ابوجہل نے کی تھیں اور عبد اللہ بن ابی کو جو خط لکھا گیا تھا وہ حضرمی کے قتل سے پہلے کی باتیں ہیں۔ قریش کی طرف سے حملے کے اندیشے کی یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگ جاگ کر بسر کیا کرتے تھے۔" (سیرت نبوی ص۳۰۸) اور "ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا" آج کوئی اچھا آدمی پہرہ دے" چنانچہ سعدؓ بن وقاص نے ہتھیار لگا کر رات بھر پہرہ دیا۔ تب آپؐ نے آرام فرمایا۔ (سیرت نبوی ص۳۰۸)

جب فوج کے سپہ سالار کو صف کے سپاہیوں کی طرح ہر رات پہرہ دینا پڑے اور پھر اس کے ساتھ جو لڑائیاں کی گئی ہوں ان کی بنا ایک قتل کو قرار دیا جائے اور باقی واقعات کو بھلا دیا جائے تو یہ انداز ہمیں درست نظر نہیں آتا اسی طرح بعض اربابِ سیر اور اکثر مؤرخین نے بدر ہی کی لڑائی کے متعلق مزید غلط استدلال پیش کئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ لڑائی اس لئے واقع ہوئی تھی کہ حضورؐ قریش کے قافلے کو لوٹنے کے لئے مدینہ سے نکلے تھے عصرِ حاضر کے ایک واعظ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ حضورؐ کا قافلوں کو لوٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ اقتصادی پہلو کو اہمیت دیا کرتے تھے۔

تین محاذ

حقیقت یہ ہے کہ قریشِ مکہ اور دوسرے قبائل مساواتِ انسانی کے فلسفے سے خائف تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ نیا نظامِ حیات دنیا کے کسی گوشے اور خصوصًا سرزمینِ عرب میں کامیاب ہو انہوں نے حضورِ سرورِ کونینؐ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا تھا اور یہ کُلّی جنگ تھی، جس کے لئے قریش نے تین محاذ چنے تھے۔

ا۔ مدینے کے اندر جو یہودی آباد تھے انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا تاکہ وہ فتنہ و فساد کے ذریعہ مدینہ کی اندرونی فضا کو ہمہ وقت مکدّر رکھیں (منافقین کے ذریعہ کی گئی سازشیں اس میں شامل ہیں)

ب: قبائل کو مدینہ کی مملکت کے خلاف ابھارتے رہنا اور خصوصًا وہ قبائل جو مدینے کی سرحدوں سے ملحق علاقوں میں آباد تھے اس طرح مدینہ کی سرحدوں کے اندر لڑائی کے ذریعہ مکمل تباہی سے مدینہ کی روزمرہ کی زندگی کو مشکل بنانا مقصود تھا۔

ج: جب مسلمان اندرونی اور بیرونی سازشوں کے نتیجہ میں کمزور ہو جائیں تو موقع پا کر پوری جمعیت سے مدینہ پر حملہ کریں اور یوں مسلمانوں کو یک بارگی ختم کر دیں بدر سے قبل جو قافلہ تجارت کی غرض سے شام گیا تھا اس کی واپسی کا انتظار تھا کہ جوں ہی وہ واپس عرب کی سرزمین میں داخل ہو۔ آخری اور فیصلہ کن لڑائی کا آغاز کیا جائے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ آپؐ ان تینوں محاذوں پر دشمن کی یلغار کو روکتے۔ حضورؐ کو رشد و ہدایت کے فرائض کے علاوہ مملکت مدینہ کے صدر کے فرائض بھی ادا کرنے ہوتے تھے اور چوں کہ صدرِ مملکت ملت کی افواج کا سپہ سالار بھی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے آپؐ کو سپہ سالاری کے فرائض بھی انجام دینے تھے، خیال رہے کہ یہ اس نظامِ حیات کی فوج کی کمان تھی جس کے ہر فرد کے لئے حکم تھا۔

کتب علیکم القتال (تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے)

یعنی ملت کے ہر فرد کو جنگ میں شریک ہونا تھا، جنگ میں شرکت کی تربیت حضورؐ کے ذمے تھی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ط (انفال: ۶۵)

"اے نبی مسلمانوں کو جنگ کا شوق دلاؤ۔" جہاں پوری ملت کو سپاہی کے فرائض ادا کرنے ہوں اور اپنا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانا ہو۔ وہاں قیادت کی ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں اور ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے لاتعداد افراد کی ضرورت تھی۔ یعنی حضورؐ کو بہت سے سپہ سالار اور ان کے ماتحت کمان دار بھی تیار کرنے تھے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سپہ سالارِ اعظم کی حیثیت میں آپؐ نے یہ تمام ذمہ داریاں بہ طریقِ احسن پوری نہیں کی تھیں، حضورؐ نے تن تنہا گنتی کے چند آدمیوں کو ایسے خطوط پر تربیت دی کہ یہ چھوٹی سی جماعت اپنے عصر میں دنیا کی عظیم ترین طاقت بن کر نمودار ہوئی اس طاقت سے استحکام پانے

والی مملکت نے ۲۷۴ مربع میل یومیہ کے حساب سے وسعت پائی اور دس برس کے عرصہ میں اس کا رقبہ یورپ (بغیر از شمولیت روس) کے برابر ہو گیا۔ اس دوران صرف ۱۲۰ ایمان والے جام شہادت سے باریاب ہوئے۔

تاریخ جنگ کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے، اور اس کی تائید سرورِ کائنات کی سیرت سے بھی ہوتی ہے کہ اگر فوج کی صفوں میں شامل ہونے والوں کے کردار میں پختگی ہو اور ان کی تربیت صحیح خطوط پر کی گئی ہو تو انہیں کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ اخلاق و کردار کی صرف ایک ہی کسوٹی ہے اور وہ احکام الٰہی ہیں جو قومیں اللہ کے احکام کے مطابق اپنے شب و روز کو ترتیب دیا کرتی ہیں۔ وہ عالم انسانی میں قیام عدل و انصاف جیسے بلند مقصد کے لئے اللہ کو مدد دے رہی ہوتی ہیں اور اللہ انہیں ان کے مقاصد کی تکمیل میں مدد دیتا ہے، ارشاد ربانی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ،

(محمد: ۷)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور قدم جما دے گا۔"

اس سے بڑی مدد کیا ہو سکتی ہے کہ معرکۂ حق و باطل جب زوروں پر ہو، جب موت ارزاں ہو، اور جب میدانِ جنگ کے مصائب اپنی انتہا پر ہوں، اس وقت رب العالمین اپنے وعدے کے مطابق حق کی آواز پر لبیک کہنے والوں کے قدم دمِ آخر تک مضبوط رکھے تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہیں۔ اللہ کی مدد کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ دست شمشیر گیر کو اللہ کے نام پر بلند کیا جائے اور اگر اللہ اور یوم حساب کا منکر انسانی گروہ اپنی قوت کے زعم میں اور اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر کمزور اور نادار انسانوں پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہو تو اس کے ہاتھ کو روکنے کے لئے اللہ پر ایمان رکھنے والے صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے میدانِ کارزار میں اتر آئیں۔

یہی وہ مقصد تھا جس کے لئے حضورؐ پرنور نے میدانِ جنگ کا رخ کیا تھا، اللہ کا حکم تھا۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ (البقرہ: ۱۹۰)

"اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔"

آپؐ کی جنگ ملک گیری کی جنگ نہ تھی، یہ جنگ دولت جمع کرنے کی غرض سے نہیں لڑی گئی تھی اور نہ ہی اس جنگ میں شریک ہونے والے اپنی بہادری یا جرأت و شجاعت کی داد پانے کے طلب گار تھے۔ یہ جنگ باطل نظام کو مٹانے اور عالم انسانی میں عدل و انصاف کے قیام کے لئے لڑی گئی تھی تاریخ شاہد ہے کہ جوں ہی غلطی کے مرتکب صلح کی درخواست کرتے تھے، حضورؐ کی لشکر کی تلواریں اپنے نیاموں میں چلی جاتی تھیں اس لئے کہ جس اللہ کے نام پر آپؐ نے میدانِ جنگ کا رخ کیا تھا اس کا حکم تھا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

(الانفال: ۶۱)

"اور اگر وہ صلح کی جانب جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔"

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا ۝ (النساء: ۹۰)

"پس اگر وہ کنارہ پکڑیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تمہاری جانب صلح کا پیغام لائیں تو تمہیں اللہ نے ان پر راستہ نہیں دیا" (یعنی لڑنے کی اجازت نہیں دی)

یہی وجہ تھی کہ جونہی کفار صلح کی جانب جھکتے تھے، حضور اقدسؐ صلح قبول کر لیتے تھے اور اپنے عہد پر سختی سے کاربند رہا کرتے تھے، اس کے برعکس دشمن کی طاقت اور تعداد نے آپؐ کو کسی موقع پر بھی مرعوب نہیں کیا۔ اور دشمن نے جب بھی آپؐ کو للکارا، آپؐ اپنی محدود جمعیت لے کر اس کے مقابلے کو نکل آتے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظالم کی جانب جھک جانے کی مثال قائم ہو جائے اور بعد میں امت کہیں اپنی کمزوری اور تیاری نہ ہونے کو بہانہ بنا کر ظلم اور ظالم کے آگے سرنگوں نہ ہو جائے۔ اللہ کا حکم واضح ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(ھود: ۱۱۳)

"اور ان کی طرف مت جھک جاؤ جو ظالم ہیں، ورنہ تم کو آگ لگے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں اور تمہاری مدد ہرگز نہ ہوگی (اگر ظالموں کی طرف جھکو گے)"

اللہ کے ان احکام کی موجودگی میں حضور اقدسؐ کس طرح ظالموں کی طرف جھک سکتے تھے یا کس طرح ان کی خواہشات کی تکمیل کا خیال بھی کر سکتے تھے آپؐ تو ظلم و ستم کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ آپؐ کو تو دنیا کی ظالم طاقتوں کے خلاف نبرد آزما ہونا تھا

آپؐ کو اس مقصد کے لئے ایک فقیدالمثال فوج کو وجود میں لانا تھا۔ اس لئے کہ جنگ کے تقاضے ہر انسان پورے نہیں کر سکتا۔ جنگ کی صعوبتوں کو جھیلنے اور اپنے فرض کی راہ پر جمے رہنے کے لئے ایسے خصائل کی موجودگی ضروری ہوتی ہے جو اعلیٰ کردار و اخلاق سے متعلق ہیں۔ کردار و اخلاق کا تعلق ایمان و ایقان سے ہوا کرتا ہے، بلند کرداری ایمان و ایقان کے بغیر نہیں پیدا ہوا کرتی، جو دلیری ظلم و ستم کرنے والے دکھاتے ہیں وہ مادّی طاقت اور افرادی قوت کے پیدا کردہ غرور و تکبر کا نتیجہ ہوا کرتی ہے، دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی دلیری مشکل مقامات پر کافور ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے برعکس جو جرأت و شجاعت ایمان و ایقان اور اس کے پیدا کردہ اخلاق و خصائل کا نتیجہ ہوتی ہے اس میں مادّی طاقت، عزّ و جاہ اور افرادی قوّت کا عنصر شامل نہیں ہوتا۔ مزید براں چوں کہ ان جواں مردوں کا مطمحِ نظر فتح و شکست سے قطع نظر آخری دم تک لڑ کر اللہ کے احکام کا اجرا ہوا کرتا ہے اس لئے اِن کو تا دمِ آخر لڑنے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ یہی جذبہ حضورؐ نے اپنے لشکر کی صفوں میں پیدا کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مادی و افرادی کمی کے باوجود انہیں فتح نصیب ہوتی رہی اللہ کا وعدہ تھا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ط (البقرہ۔۲۴۹)

کتنی بار چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آئی۔"

اور دوسری طرف یہ ارشادِ باری تعالیٰ بھی آپؐ کے لشکر کے افراد کے سامنے تھا،

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (محمد: ۱۳)

"اور کتنی ہی بستیاں تھیں، جو تیری بستی سے زیادہ طاقت ور تھیں (وہ بستی) جس نے تجھے نکال دیا۔ ہم نے ان کو ختم کر دیا اور ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔"

جس طریقے پر سرورِ کائناتؐ نے اپنے لشکر کو تربیت دی اور پھر منظم صورت میں اسے اس دَور کی طاقتوں کے مظالم کا قلع قمع کرنے کے لئے تیار کیا وہ آپؐ کی فوجی بصیرت کی بہت بڑی دلیل ہے آپؐ کا لشکر یوں ہی از خود تیار نہیں ہو گیا تھا بلکہ اس تیاری کی تہہ میں بہت سے فطری اور آفاقی اصول کارفرما تھے جن پر عمل کرنے کے بعد آپؐ نے اپنے لشکر کو میدانِ جنگ کی جانب کوچ کے احکام صادر فرماتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر منظم گروہ کا ایک مقصدِ حیات ہوتا ہے۔ مقصدِ حیات کی نوعیت اس انسانی گروہ یا اس انسانی معاشرہ کے افراد کے کردار کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کا باعث ہوتی ہے۔ یہ قومی کردار معاملات کو حل کرنے کا طریق عمل وجود میں لاتا ہے یہی وہ شے یا وہ حقیقت ہے جو کسی معاشرے کو ایک خاص قومی رنگ عطا کرتی ہے۔ جب قومیں اور ان کے افراد میدانِ کارزار میں داخل ہو کر اپنے اصولوں یا اپنے مقصدِ حیات کا تحفظ کرتے ہیں تو ان کا یہ قومی رنگ ان کی فتح یا شکست کا باعث بنتا ہے، حضورِ اقدسؐ اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے ایک اُمت کو وجود میں لائے اور پھر اس امت کے سامنے ایک مطمحِ نظر رکھا۔ یہ مطمحِ نظر "اللہ کی خوشنودی" تھا اور آج بھی ہے۔

حضورؐ نے اپنے سپاہیوں اور اللہ کے نام پر جان جیسی عزیز شے کی شہادت پیش کرنے والوں کو سمجھایا کہ اگر عالمِ کون مکان میں کوئی طاقت ہے تو وہ صرف اللہ کی طاقت ہے، اس کرۂ ارضی کا تو کیا کہنا، اس کائنات میں سوائے اللہ کے ایسی کوئی طاقت نہیں جس کے احکام مانے جائیں جس کی بندگی کی جائے، جس کی عبادت کا خیال پیدا کیا جائے، یا جس کے ارادوں اور خواہشوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے جب حضورِ اقدسؐ کو یہ فریضہ ودیعت کیا گیا کہ آپؐ ایک ایسی امت وجود میں لائیں جس کا مطمحِ نظر یہ ہو کہ کائنات اور خصوصًا عالمِ انسانی میں اللہ اور صرف اللہ کی خدائی کارفرما ہو۔ تو اس وقت لاتعداد ایسی قوتیں موجود تھیں، جو اپنی خدائی کے سلسلے قائم رکھنا چاہتی تھیں ان قوتوں کو اس نظریہ سے اختلاف ہونا بدیہی تھا اور اپنے مفادات کی حفاظت کی خاطر ان کا طاقت استعمال کرنا بھی لازمی تھا، یہ طاغوتی طاقتیں جب برسرِپیکار آئیں تو حضورؐ کے لئے بھی طاقت استعمال کئے بغیر چارہ نہ تھا ضروری تھا کہ آپؐ کی فوج طاقت و قوّت کے بھروسہ پر نہیں بلکہ اپنے اللہ پر بھروسہ کر کے میدانِ عمل میں قدم رکھتی۔

روسیوں کے ہاتھوں ہونے والا ایک شہید

سات شہروں کو روشنی فراہم کرنے والا بجلی گھر سات سالوں سے مجاہدین کے قبضے میں ہے

چک وردک افغانستان کے دارالحکومت کابل سے تقریباً چالیس کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ یہ صوبہ وردک کا ایک سب ڈویژن ہے۔ مرکزی افغانستان سے بہہ کر آنے والا دریائے چک یہاں سے گزرتا ہے۔ چک وردک کی آبادی پانچ ہزار سے زیادہ تھی مگر روسی فوجی جارحیت اور افغان عوام کی مسلح قومی مدافعت سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کے سبب زیادہ تر لوگ اب ہجرت کر کے پاکستان جا چکے ہیں۔ ظاہر شاہ کے والد نادر شاہ کے عہد میں حکومت افغانستان نے چک کے مقام پر ایک بند تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تا کہ اس قدرتی وسیلے سے بجلی پیدا کر کے ارد گرد کے شہروں اور آبادیوں کو روشن کیا جا سکے۔

اگرچہ ابتدائی کام نادر شاہ کے دور میں شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اس ڈیم اور بجلی گھر کی تکمیل ۱۹۶۲ء میں ممکن ہو سکی یہ کام جرمن ماہرین نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا اس میں تین ٹربائین لگائے گئے جن میں سے ہر ایک ساڑھے چار ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا اس بجلی گھر سے صوبہ وردک کے دارالحکومت میدان شہر، چک وردک، سید آباد، جغتو، غزنی، پغمان اور کابل کے بعض حصوں کو روشنی فراہم کی جاتی رہی۔

ابتداء میں جرمن ماہرین ہی اس بجلی گھر کا سارا نظام چلاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ نظام کار افغانیوں کے ہاتھوں منتقل ہوتا رہا اور آخر کار مکمل طور پر ان کے سپرد کر دیا گیا۔ مکینکل انجنیئر محمد شریف اب اس ادارے کے سربراہ تھے اور ان کی ماتحتی میں ڈیڑھ سو افراد اس منصوبے کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

اس وقت جب کہ نام نہاد انقلاب ثور کو پونے سات سال اور روس کی براہِ راست فوجی موجودگی کو پانچ سال ہو چکے ہیں بند چک بدستور مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ حریت پسند اب تک اس بجلی گھر پر ہونے والے آٹھ حملے پسپا کر چکے ہیں۔ حکومت کی مشکل یہ ہے۔ کہ وہ ان پر فضائی حملے نہیں کر سکتی کہ وہ بجلی گھر کو تباہ کرنا نہیں چاہتی وہ اس امید پر وقت گزار رہی ہے کہ سرکاری فوجیں کبھی نہ کبھی اس بجلی گھر کو ~~مجاہدین کے قبضے~~ سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ سرکاری فوجوں کو زمینی حملوں میں بھی محتاط رہنا پڑتا ہے بجلی گھر کے دو ٹربائن اس وقت بیکار پڑے ہیں کہ مرمت کا تسلی بخش انتظام ممکن نہیں لیکن ایک ٹربائن اب بھی ٹھیک طرح سے کام کر رہا ہے جس سے مجاہدین کے ساڑھے تین ہزار سے زیادہ مکانوں اور ٹھکانوں کو بجلی فراہم کی جاتی ہے۔ اپریل ۱۹۷۸ء کے نام نہاد انقلاب ثور کے بعد جب افغان عوام کابل کی روس نواز انتظامیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو چک وردک کے علاقے میں انہوں نے سب سے پہلے اسی بندِ چک (بجلی گھر) پر حملہ کیا انہوں نے مئی ۱۹۷۸ء میں کمانڈر قاضی بشیر کی قیادت میں بجلی گھر پر قبضہ کر کے غزنی اور کابل کو روشنی کی فراہمی روک دی اس

> **مجاہدین نے بجلی گھر میں تعینات چھ ایسے افراد کو ہلاک کر دیا جو کمیونسٹ ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے اور جنہیں روس نواز انتظامیہ کے پٹھو سمجھا جاتا تھا**

بجلی گھر کے حفاظتی عملے کو زیر کرنے سے
بہت سا اسلحہ اور گولہ بارود بھی حریت
پسندوں کے ہاتھ لگا جس سے درجنوں
افراد کو مسلح کیا گیا۔

مجاہدین نے بجلی گھر میں تعینات چھ
ایسے افراد کو ہلاک کر دیا جو کمیونسٹ ہونے
کا دعویٰ کرتے تھے اور جنہیں روس نواز
انتظامیہ کے پٹھو سمجھا جاتا تھا۔ مجاہدین
نے فیصلہ کیا کہ وہ بجلی گھر کو تباہ کرنے
یا بند کر ڈالنے کی بجائے اسے بروئے کار
رکھیں گے۔ تاہم اس کا نظام ایسے لوگوں
کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جن کی وفاداری
مشکوک نہ ہو۔ چنانچہ پہلے سے موجود
عملے کے تمام افراد کو فارغ کر دیا گیا
محمد سرور نامی ایک انجینئر کو ادارے کا
نظم و نسق سونپ دیا گیا۔ وردک کے
علاقے سے تعلق رکھنے والے پانچ مزید
انجینئر جلد ہی ان کی مدد کو پہنچ گئے جو
ملک کے مختلف حصوں میں خدمات
انجام دے رہے تھے باقی عملے کا
انتخاب انہی انجینئروں نے مقامی مجاہدین
کے مشورے سے کیا۔

یہ ایک تاریخی اتفاق ہے کہ نور محمد
ترہ کئی وردک قبیلے سے تعلق رکھتے
تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے قبیلے
کو کابل کی روس نواز حکومت کے
حق میں استعمال کر سکتے ہیں ان
کے ایما پر اس سلسلے میں ایک
حکمت عملی مرتب کی گئی اور ۱۹۷۸ء
کے آخر میں قبائلی بزرگوں سے
سرکاری افسروں کی ملاقات کے بعد
سات ہزار رائفلیں قبیلے کے افراد میں
تقسیم کی گئیں۔

کابل انتظامیہ یہ دیکھ کر ششدر
رہ گئی کہ حکومت کی مدد کا دعوہ
کر کے اسلحہ حاصل کرنے والے لوگ
اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے
حتیٰ کہ اس علاقے سے کسی سرکاری
قافلے اور کسی سرکاری شخصیت کا
گزر مشکل ہو گیا۔ ان مسلح افراد نے
جو سرکاری رائفلوں اور دوسرے
جدید اسلحہ سے لیس تھے جلد ہی
سب ڈویژنل صدر مقام کو بھی
آزاد کرا لیا۔ جسے مقامی اصطلاح
میں "اوسس والی" کہا جاتا ہے۔

بجلی گھر کے ارد گرد کا سارا علاقہ
آزاد ہے اس علاقے میں مجاہدین
کی تین تنظیموں کے جنگی مراکز
قائم ہیں۔ یہ تمام گروپ باہم مشورے
سے علاقے کا نظام چلا رہے ہیں
مختلف امور کی انجام دہی کے لئے
بزرگ افراد پر مشتمل کمیٹیاں قائم کی
گئی ہیں جو اپنے دائرہ کار میں

بقیہ (۴۵)

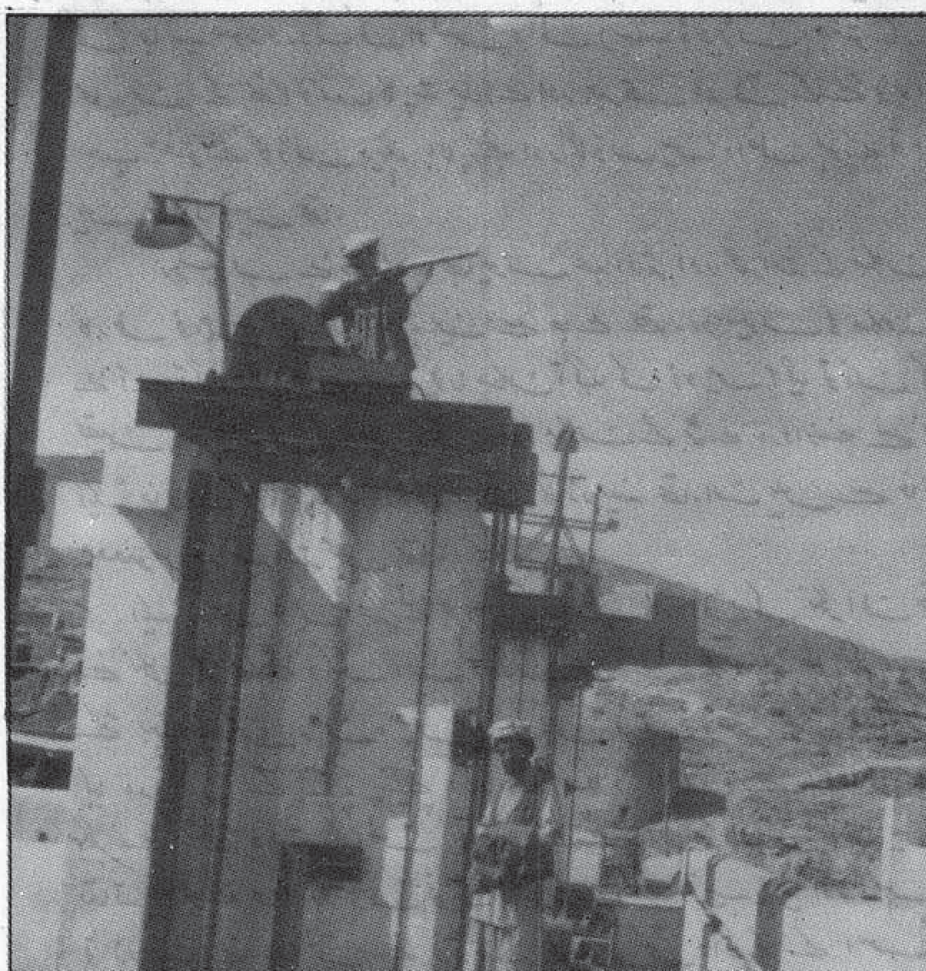

مجاہدین بجلی گھر پر پہرہ دے رہے ہیں

(قسط ۱)

تحریک مزاحمت کے واقعات

سلطان صدیقی

یہ فروری ۱۹۸۲ء کا ایک واقعہ ہے۔ افغانستان کے تاریخی شہر سے تقریباً پندرہ کلومیٹر شمال کی جانب صوبہ وردک کی اولسوالی (سب ڈویژن) جغتو کے علاقے میں روسی فوجی دستے مجاہدین کے ٹھکانوں کا پتہ چلانے اور جبری بھرتی کے لئے نوجوانوں کو پکڑنے نکلے تھے۔ یہ دستے جب جغتو کے گاؤں دیہہ بالا پہنچے اور گاؤں میں داخل ہوئے تو اس وقت کوئی بھی مرد گاؤں میں موجود نہیں تھا۔

روسیوں نے دو مجاہد بھائیوں عبداللہ اور محمداللہ کے مکان کے بارے میں پوچھا جو انہی دنوں کارمل فوج سے فرار ہو کر مجاہدین سے جا ملے تھے۔ روسیوں کو مکان کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اُسے آگ لگا دی۔ جب پورا مکان آگ کی زد میں آگیا تو اُن کی بیویوں نے جو گھر کے اندر موجود تھیں باہر نکلنے کی کوشش کی اور مکان کے بڑے دروازے سے نکل کر ایک جانب بھاگنے لگیں۔ ایک خاتون کا نام فاطمہ اور دوسری کا زرمینہ تھا۔ ان میں سے فاطمہ کی گود میں اس کا ڈیڑھ سالہ معصوم بچہ عبداللہ بھی تھا۔

ایک روسی فوجی افسر نے جو اس ساری کاروائی کی نگرانی خود کر رہا تھا۔ مکان کے بڑے دروازے سے نکل کر بھاگنے والی ان دونوں عورتوں کو رکنے کا حکم دیا۔ مگر وہ دونوں اس حکم کی پرواہ کئے بغیر بھاگتی رہیں۔ جس پر روسی فوجی افسر نے بہ نفس نفیس ان کا تعاقب شروع کیا اور ان کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگا۔ فاطمہ اپنے بچے کو اٹھائے بھاگ رہی تھی اور زرمینہ گھر سے نکلتے وقت گھاس پوس کاٹنے والی درانتی ہاتھ میں اٹھائے نکل آئی تھی۔ جب تعاقب کرنے والا روسی فوجی افسر اُن کے قریب پہنچا اور اُس نے انہیں رکوانے کے لئے پکڑنا چاہا تو زرمینہ نے درانتی سے فوری طور پر کئی وار کر کے اس افسر کو زخمی کر دیا۔

اپنے افسر کے پیچھے دوڑ آنے والے سپاہیوں نے جب اپنے افسر کو زخمی اور پھر گرتے ہوئے دیکھا۔ تو مشتعل ہوئے اور اپنی آٹومیٹک مشین گنوں کے دھانے معصوم عورتوں کی طرف کر کے کھول دیئے۔ گولیوں کی بوچھاڑ سے دونوں عورتیں اور ڈیڑھ سالہ عبداللہ موقع پر شہید ہو گئے

دستوں کے جانے کے بعد مجاہدین کو واقعے کی اطلاع ملی تو وہ گاؤں چلے آئے۔ انہوں نے تینوں لاشوں کا معائنہ کیا تو زرمینہ کے جسم پر ایک سو دس، فاطمہ کے بدن پر پچاس اور ننھے عبداللہ کے جسم پر چالیس گولیوں کے نشانات تھے۔

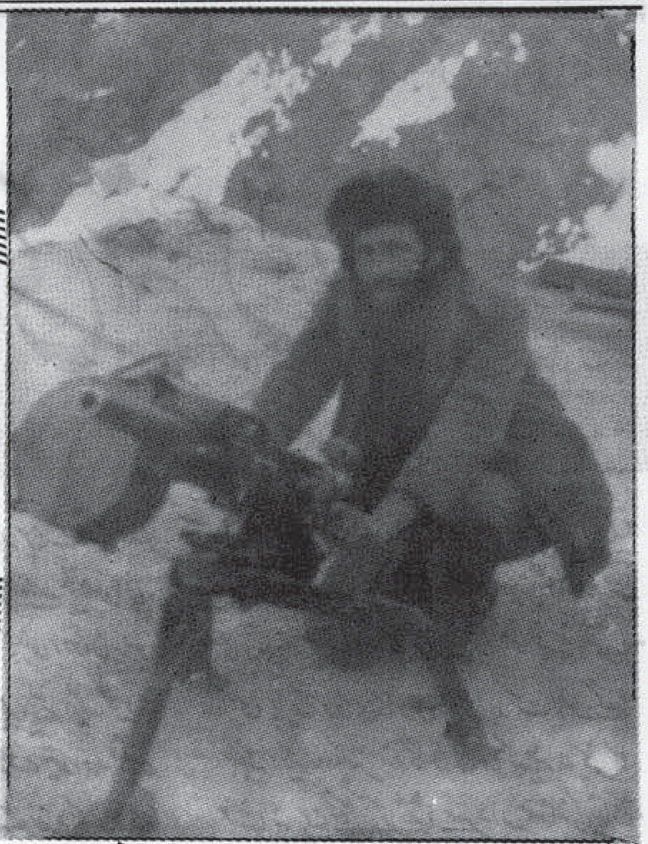

مُجاھد کی آواز

تمام دنیا کو پتہ ہے کہ افغانستان میں روسی وحشی فوجیوں نے افغانوں کو غلام بنانے اور اسلام کے مقدس دین کو مسخ کرنے کے لیے مسلح مداخلت کی ہے اور مسلسل چھ برسوں سے اپنی مذموم حرکتوں کی تکمیل کے لیے فضا سے بموں، راکٹوں اور زہریلی گیسوں کی بارش کر رہا ہے۔ روزانہ ٹینکوں، توپوں اور دیگر ماڈرن اور تباہ کن ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن اُن کے مقابلے میں اسلام اور ایمان کے شیدائی سینہ سپر کھڑے ہیں۔ اور مردانہ وار لڑ رہے ہیں۔ اس ترقی یافتہ اور ایٹمی دور میں ایک چھوٹے سے ملک کے کمزور مگر ایمان سے مالامال افغان مسلمان مجاہدین اُن کا مقابلہ کیسے کرتا ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب سوال ہے۔ لیکن اس کا جواب وہی شخص بخوبی دے سکتا ہے جو واقعی اور سچے مسلمان ہوں۔ کیوں کہ مسلمان کا ایمان ہے کہ اگر مسلمان اس دنیا میں ایمانی طاقت پہ بھروسہ کر کے اور صرف خداوندلایزال کی قدرت کاملہ پہ یقین کرے تو دنیا میں کوئی بھی مادی اور شیطانی طاقت اس کو زیر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ خداوندلایزال کا بھی یہی فرمان ہے کہ آپ سست اور خفا نہ ہوں۔ آپ کامیاب و کامران ہیں۔ بشرطیکہ آپ صحیح معنوں میں مومن ہوں۔ تاریخ اسلامی بھی گواہ و شاہد ہے کہ خداوندلایزال کے ماننے والے ہمیشہ کفر اور دہریت کے مقابلے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اگر موسیٰؑ اور فرعون علیہ لعنت، ابراہیم علیہ السلام اور نمرود علیہ لعنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل کا معرکہ حق و باطل کا جائزہ لیں تو سورج کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ بظاہر ایک کمزور اور قلیل گروہ نے اس وقت کی اپنے آپ کو خدا کہنے والوں اور ان کی مغرور اور کثیر فوجوں کو شکستِ فاش دے دی ہے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ ہزاروں ایسے معرکوں کی مثال پیش کرتا ہے جو ایک قلیل گروہ نے بڑی بڑی لشکروں کو گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کیا ہے۔ اب چونکہ افغانستان کے مسلمان مجاہد واقعی سچے مجاہد بن کر صرف رضائے خداوندی کے حصول کی خاطر روسی فوجیوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ تو اس کی کامیابی پر کیا شک و شبہہ کیا جاتا ہے۔ اگر بالفرض کسی کے دل میں کسی قسم کا شک و شبہہ موجود ہو تو خود افغانستان آ کر حق اور باطل کے اس معرکے کو اپنی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اور پھر ایمانی اور شیطانی طاقت کی اصلی شکل دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

اب تک خداوند کریم کے فضل و کرم سے مجاہد کامیابی کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ اور انشاءاللہ وہ دن دُور نہیں کہ مجاہدین روسیوں کو بری طرح شکست دے کر افغانستان سے نکال دیں گے اور ایک بار پھر اسلامی جھنڈے کو لہرا کر دم لیں گے۔

محاذِ جنگ کی خبریں

صوبہ ہلمند میں فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ۔ ۱۶ روسی کارمل فوجی ہلاک، چار مجاہد شہید ۱۹ زخمی۔

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲۴ جنوری کو قندھار ہرات شاہراہ پر واقع گرشک قصبے کے نزدیک فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جو ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور ٹرکوں کے ساتھ لشکر گاہ سے قندھار جا رہا تھا۔ چھاپہ مار کارروائی کے دوران مجاہدین نے راکٹ برسا کر ایک ٹینک اور دو بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دیں جبکہ سولہ روسی کارمل فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اس حملے میں چار مجاہد شہید اور ۱۹ زخمی ہوئے۔ فوجی قافلے کو امداد ملنے سے قبل مجاہدین ۳۰ کلاشن کوف رائفلیں اور سامان خوراک سے لدے ہوئے ایک فوجی ٹرک پر قبضہ کر کے محفوظ علاقے کی طرف نکل گئے۔

صوبہ زابل میں فوجی قافلے پر مجاہدین کے حملے میں ۱۹ روسی فوجی ہلاک۔

۶ فروری۔ افغانستان کے جنوب مشرقی صوبے زابل میں مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کر کے ۱۹ روسی فوجی ہلاک اور دو ٹینک تباہ

کارمل حکام کے ساتھ مجاہدین کے ٹھکانوں اور چھاپہ مار کارروائیوں کے سلسلے خصوصی سروے میں مصروف تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲۷ جنوری کو دن دھاڑے تیوارہ قصبے کے سب ڈویژنل دفاتر کے نزدیک قومی کیمپ پر یلغار کی اور ایک روسی فوجی افسر کو ٹھکانے لگا کر جوابی حملے سے قبل محفوظ علاقے کی طرف نکل گئے۔

ننگرہار اور پکتیکا میں تازہ دم فوجی جھگھٹوں پر مجاہدین کے حملے۔ چھاپہ مار کارروائیوں میں پانچ روسی فوجی ہلاک ایک ٹینک اور تین ٹرک تباہ کر دیئے گئے۔

افغانستان کے سرحدی صوبوں ننگرہار اور پکتیکا میں مجاہدین نے تازہ دم روسی دستوں پر حملوں کے دوران ایک ٹینک ایک بکتر بند گاڑی اور سامان رسد سے لدے ہوئے تین فوجی ٹرک تباہ کرنے کے علاوہ پانچ روسی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے جلال آباد سے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۳ فروری کو پاک افغان سرحد کے قریب لعل پور کے علاقے میں روسی دستے پر حملہ کر کے

اسے شدید نقصان پہنچایا۔ قبل ازیں جلال آباد شاہراہ پر مجاہدین اور روسی کارمل دستوں کے درمیان خونریز جھڑپ میں پانچ روسی کارمل فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ ایک بکتر بند گاڑی راکٹ لانچر کا نشانہ بن گئی۔ کمانڈر سردار ممتاز کی قیادت میں اس کارروائی کے دوران صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔ مجاہدین ہلاک ہونے والے فوجیوں کے اسلحہ پر قبضہ کر کے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ادھر مشرقی صوبے پکتیکا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے یوسف خیل کے علاقے میں ۲۹ جنوری کو فوجی دستوں پر یلغار کر کے ایک ٹینک اور تین فوجی ٹرک تباہ کر دیئے جن پر سامان رسد لدا ہوا تھا۔

کابل کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی میں دو کارمل اہلکار گرفتار۔

افغان حریت پسندوں نے دارالحکومت کابل کے نزدیک بگرامی کے علاقے میں گشتی فوجی دستے پر حملہ کر کے ایک ٹینک عملے سمیت تباہ کر دیا جبکہ کارمل انتظامیہ کے دو عہدے دار گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳۱ جنوری کو بگرامی قصبے کے نزدیک گشتی فوجی دستے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ جہاں ایک ٹینک کی تباہی کے بعد فوجی دستہ کابل کی طرف فرار ہو گیا۔ اس کارروائی میں

کابل انتظامیہ کا ایک اہل کار قسیم گل اپنی رائفل سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ مجاہدین نے اس علاقے میں حکمران جماعت کے ایک عہدے دار محمد علی کو گرفتار کر لیا جسے آزاد کردہ علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔ گرفتاری کے وقت اس عہدے دار کی فائرنگ سے ایک مجاہد زخمی ہو گیا۔ تاہم مجاہدین نے اسلحے سمیت اسے قابو کر لیا۔

روسی سرحد کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی میں دو ٹینک تباہ مجاہدین کے ٹھکانوں پر روسی کارمل دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا گیا

۱۰ر فروری۔ افغان حریت پسندوں نے روسی سرحد پر واقع شمالی افغانستان کے صوبے تخار میں چھاپہ مار کارروائی کے دوران دو ٹینک تباہ دیئے جبکہ اپنے مورچوں پر روسی کارمل دستوں کا حملہ ناکام بنا کر مجاہدین نے ایک ٹینک کا صفایا کرنے کے علاوہ آٹھ روسی کارمل فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ طالقان سے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ راکٹ لانچروں سے مسلح چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳۱ر جنوری کو صوبائی دارالحکومت کے نزدیک فوجی دستوں پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو ٹینک عملے سمیت راکٹوں کا نشانہ بن گئے حملے کے دوران پانچ مجاہد روسی کارمل دستوں کی فائرنگ سے شدید زخمی ہوئے جنہیں ساتھ لے کر مجاہدین اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ قبل ازیں ۲۸ر جنوری کو روسی کارمل دستے علاقہ بہارک میں مجاہدین کے مورچوں پر حملہ آور ہوئے۔ جہاں خونریز جھڑپ میں ایک ٹینک کے نقصان اور آٹھ لاشیں سمیٹ کر فوجی دستوں کو پسپا ہونا پڑا۔ مجاہدین نے اس کارروائی میں تین کارمل فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر کے انہیں آزاد کردہ علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا۔

روسی قیادت مسئلہ افغانستان کے سلسلے میں عالمی رائے عامہ کو گمراہ کر رہی ہے۔

افغانستان کے دارالحکومت کابل میں گوریلا مجاہدین کے کمانڈر جلال الدین نے کہا ہے کہ تحریک مزاحمت افغانستان سے روسی فوج کے مکمل انخلا تک جاری رہے گی۔ کیونکہ مسئلہ افغانستان کا واحد حل جہاد کے ذریعے مسلسل جدوجہد ہے۔ کابل میں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع سے انٹرویو کے دوران کمانڈر جلال الدین نے کہا۔ کہ روسی قیادت عالمی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کا ڈھونگ رچا رہی ہے جبکہ عملاً افغانستان میں روسی فوج کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جس کا مقصد روسی جارحیت کو تقویت دینا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ

مجاہدین مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں

ایسے حالات میں مسئلہ افغانستان مذاکرات کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ یاد رہے کہ کمانڈر جلال الدین نے گذشتہ دنوں کابل میں صدارتی محل پر حملے کی قیادت کی تھی جس میں ببرک کارمل کے تین رشتہ دار ہلاک ہوگئے تھے۔

کارمل انتظامیہ روس کی زیادہ حمایت کے لیے لڑکیاں اور لڑکے ماسکو بھجوائے گئے۔ ان لڑکیوں اور لڑکوں کی تلاش جاری ہے۔

افغانستان کی کٹھ پتلی کارمل انتظامیہ ماسکو میں آئندہ موسم گرما کے دوران منعقد ہونے والے کمیونسٹ ممالک کے نوجوانوں کے بین الاقوامی میلے میں شرکت کے لئے ایک سو افغان لڑکیوں اور لڑکوں کی تلاش میں مصروف ہے اطلاعات کے مطابق دارالحکومت کابل میں حکمران جماعت کی ذیلی تنظیم نام نہاد ڈیموکریٹک یوتھ آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل صدیق مزدک کے حکم پر ان کی تنظیم دکانداروں اور تاجروں سے بزور چندہ وصول کرنے کی مہم چلا رہی ہے۔ ادھر ماسکو ریڈیو نے توقع ظاہر کی ہے کہ موسم گرما کے اس بارھویں میلے میں شریک ہونے والی لڑکیاں اور لڑکے ماسکو میں "انقلاب ثور کے مقاصد" اجاگر کرنے کا موقع پائیں گے اور روس کی "زیادہ حمایت" حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

افغانستان پر روسی قبضے کے خلاف روس کے عوام میں بے چینی بڑھتی جارہی ہے۔ روسی فوج افغانستان میں داخل نہ ہوتی تو مجاہدین روسی علاقوں پر چڑھ دوڑتے۔

ایک روسی ٹینک جو مجاہدین کے ہاتھوں تباہ ہوا

ماسکو کے حکمران افغانستان پر اپنے جارحانہ قبضے اور وہاں مجاہدین کے ہاتھوں روسی فوجیوں کی ہلاکت پر روسی عوام کو باور کرانے کی تگ و دو میں ہیں کہ روسی فوج افغانستان میں داخل نہ ہوتی تو مجاہدین روسی علاقوں پر حملہ آور ہوکر زیادہ نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ یورپی روس میں "نظریاتی تعلیم" سے فارغ ہوکر آنے والے افغان طالب علموں نے کابل میں ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو بتایا ہے کہ روسی جارحیت کے خلاف وہاں کے عوام میں بے چینی بڑھتی جارہی ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً مظاہروں اور ہڑتالوں کی صورت ہوتا رہتا ہے ان طالب علموں نے بتایا کہ روسی اس وقت زیادہ مضطرب نظر آتے ہیں جب بساچیوں (مجاہدین) کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے لاشے بند تابوتوں میں وہاں پہنچتے ہیں اور ہلاک شدہ روسیوں کے ورثاء کی آہ و بکا کے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ دو سال قبل روس کے مختلف شہروں میں تین روز تک مکمل ہڑتال رہی۔ تاہم کے جی بی نے سختی کے ساتھ ہڑتال پر قابو پا لیا۔ اور آزاد دنیا کو علم نہیں ہوسکا کہ ہڑتال کے دوران گرفتار کیے جانے والے سینکڑوں افراد کس انجام کا شکار ہوگئے۔

قندھار ایئرپورٹ پر تیل کا ڈپو اُڑا دیا گیا۔ ایک طیارہ اور ایک ہیلی کاپٹر ناکارہ بنا دیئے گئے ہرات سے آنے والے فوجی قافلے پر حملے میں ۱۳ روسی کارمل فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار

میں مجاہدین نے چھاپہ مار کر کاروائی کے دوران قندہار ایئرپورٹ پر تیل کا ڈپو اڑا دیا جبکہ رن وے پر کھڑے ایک مگ طیارے اور دو روسی ہیلی کاپٹروں کو شدید نقصان پہنچا ہے ایک اور اطلاع کے مطابق قندہار شہر کے علاقے پشتون باغ میں مجاہدین نے ہرات سے آنے والے فوجی قافلے پر راکٹ برسائے جس سے ایک ٹینک اور تین آئل ٹینکر تباہ اور ۱۳ روسی کارمل فوجی ہلاک ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے قندہار سے اطلاع دی ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳۰ جنوری کی رات مغرب سے قندہار ایئرپورٹ پر یلغار کی جہاں رن وے پر کھڑا ایک روسی مگ طیارہ اور دو ہیلی کاپٹر راکٹوں کا نشانہ بن گئے۔ راکٹوں کے فائر سے تیل کے ڈپو میں کھڑے ہوئے آئل ٹینکروں میں آگ لگ گئی جس سے تیل کا ڈپو زبردست دھماکوں کے ساتھ آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ مجاہدین تیز رفتار کاروائی کے نتیجے میں افراتفری پھیلتے ہی کسی نقصان کے بغیر محفوظ علاقے کی طرف نکل گئے۔ چھاپہ مار حملے میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی تعداد تقریباً اکیس بتائی گئی ہے۔ قبل ازیں ۲۹ جنوری کو مجاہدین نے پشتون باغ کے علاقے میں ہرات سے آنے والے فوجی قافلے کو گھیر کر حملہ کیا اور راکٹ برسا کر ایک ٹینک اور تین آئل ٹینکر تباہ کر دیئے جو جل کر ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ اس کارروائی میں کم از کم ۱۳ روسی کارمل فوجی ہلاک ہو گئے۔ جن کی لاشیں ساتھیوں نے فوجی دستے قندہار چھاؤنی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

صوبہ کنڑ کی بری کوٹ چھاونی میں رسد پہنچانے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔

افغانستان کے مشرقی صوبہ کنڑ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے بری کوٹ چھاونی میں محصور روسی کارمل فوجیوں کو رسد پہنچانے کی دوسری کوشش ناکام بنا دی۔ بتایا گیا ہے کہ روسی کارمل دستوں نے ۵ فروری کو چار ہیلی کاپٹروں کی حفاظت میں ڈیڑھ سو ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ سڑک اور دریائے کنڑ کی سمت سے بڑھنا شروع کیا۔ مجاہدین نے اسمار سے بری کوٹ جانے والی شاہراہ کو کاٹ کر شال خوڑ کے مقام روسی کارمل دستوں کی پیش قدمی روک دی اور سارا دن جاری رہنے والی جھڑپ میں چار ٹینکوں کے نقصان اور ۳۲ روسی کارمل فوجیوں کی

مجاہدین ایک روسی ٹرک پر قبضہ کر کے لے جا رہے ہیں

ہلاکت کے بعد فوجی دستے جن میں تقریباً دو ہزار فوجی شامل تھے اسمار کی طرف پسپا ہو گئے اس حملے میں چھ مجاہد شہید اور ۲۳ زخمی ہوئے۔

افغانستان میں متعین روسی افسر بلوچی زبان سیکھ رہے ہیں۔

طویل المیعاد

روسی منصوبے کے تحت افغانستان میں متعین روسی افسر بلوچی زبان سیکھ رہے ہیں جس کا مقصد جنگ زدہ افغانستان سے باہر روسی مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔ ایجنسی افغان پریس پشاور دفتر کے خصوصی ذرائع کے مطابق اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بلوچی زبان کے مخصوص کورس پڑھانے کا اہتمام کیا گیا ہے اس سلسلے میں سردست تین مراکز قائم کیے گئے ہیں جن میں سے ایک ... اکثریتی صوبے نیمروز کے دارالحکومت زرنج میں کام شروع کر دیا ہے جبکہ دیگر دو مراکز صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ اور جنگی اہمیت کے حامل روسی مقبوضہ علاقہ شین ڈھنڈ میں واقع ہیں۔ زباندانی کا یہ مشن چھ ایک کہنہ مشق روسی افسروں کے علاوہ زیادہ تر ناتجربہ کار روسی افسروں کو سونپ دیا گیا ہے ان افسروں کو بلوچی زبان سکھانے کے لئے جن اساتذہ کو متعین کیا گیا ہے ان میں صوبہ نیمروز اور ہلمند کے افغان بلوچ کمیونسٹوں کے علاوہ ان کمیونسٹوں کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان سے خفیہ طور پر افغانستان اور روس گئے ہوئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق ابتدائی مرحلے میں بلوچی زبان سیکھنے والے ان روسی افسروں کی تعداد اسی کے لگ بھگ ہے۔

تازہ دم روسی کارمل قافلے پر مجاہدین کا حملہ ۱۵ روسی کارمل فوجی ہلاک یا زخمی - تین بکتر بند گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا -

مجاہدین نے ہرات - تورغنڈی شاہراہ پر گزرنے والے ایک بڑے فوجی قافلے پر اچانک حملہ کر کے کشک کے مقام پر پندرہ روسی کارمل فوجی ہلاک یا زخمی کر دیئے اور راکٹوں سے فائر کر کے تین بکتر بند گاڑیوں کو نقصان پہنچایا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق روسی کارمل فوجی ان نقصان زدہ گاڑیوں کو دوسری بکتر بند گاڑیوں سے جوڑ کر ہرات پہنچانے میں کامیاب ہوئے - اندازے کے مطابق تورغنڈی سے ہو کر گزرنے والا یہ قافلہ تازہ دم امدادی دستے پر مشتمل تھا جسے جنوری کے مہینے میں فرح - ہلمند اور قندھار کے صوبہ جات میں ہلاک ہونے والے کثیر فوجیوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا - پچاس ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کی معیت میں رواں دواں قافلے پر ۱۳ جنوری کو ہونے والے اس حملے کی قیادت مجاہد کمانڈر قاضی کشکی نے کی تھی -

جنیوا مذاکرات کے اصل فریق غائب ہیں یہ کامیاب نہیں ہوں گے - روسی ہتھیار اور کیمیائی گیس مجاہدین کے حوصلے پست نہیں کر سکے

صوبہ ننگرہار کے سب ڈویژن

بسکی برگ کے کمانڈر مصطفٰے البدر نے کہا ہے کہ جنیوا مذاکرات کی کوئی اہمیت نہیں - یہ بے مقصد مذاکرات ہیں اور اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ روس کو افغانستان میں مستحکم ہونے کا موقع دیا جائے - ایجنسی افغان پریس کے نمائندے سے باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ افغانستان میں روسی فوجی جارحیت سے شروع ہوا ہے اور روسی فوجوں کی واپسی کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا مسئلے کے اصل فریق جارح روسی اور مزاحمت کرنے والے مجاہدین ہیں جو ان مذاکرات میں شامل نہیں جبکہ کارمل انتظامیہ کی کوئی حیثیت نہیں اور افغانستان میں سارے اختیارات روسیوں کو حاصل ہیں - کارمل محض ایک کٹھ پتلی اور بے جان مہرہ ہے مذاکرات سے دونوں اصلی فریق غائب ہیں - انہوں نے کہا کہ محاذ جنگ میں برسرپیکار مجاہدین کا یہ عزم ہے کہ جب تک ایک بھی روسی فوجی افغانستان میں موجود ہے وہ ہتھیار نہیں رکھیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے کا واحد اور بہترین حل جہاد ہے - جہاد جاری رکھ کر ہی روسیوں کو افغانستان سے نکالا جا سکتا ہے - کمانڈر مصطفٰے نے بتایا کہ روسی فوجیوں کے ظلم و بربریت کے باوجود مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں اور وہ بے خوف و خطر عزم و حوصلے کے ساتھ منظم طریقے سے اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں - انہوں نے بتایا کہ روسی فوجوں کی استعمال کردہ کیمیائی گیسوں سے علاقے میں جلدی امراض پھیل گئے ہیں -

مجاہدین حملہ کرنے سے پہلے ہدایات سن رہے ہیں

سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر نادعلی پر حملہ کے دوران اسسٹنٹ کمشنر سمیت نو روسی کارملی ہلاک پچیس گرفتار

مجاہدین نے صوبہ ہلمند میں سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر نادعلی پر حملہ کر کے حفاظت پر متعین نو روسی کارمل فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ہیڈکوارٹر کی عمارت دھماکے سے اڑا دیا جبکہ دیگر ۲۵ فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ایجنسی افغان پریس ہلمند ذرائع سے ملنے والی تفصیلات کے مطابق ۳۰ر جنوری کو نادعلی سب ڈویژن میں واقع اس ہیڈکوارٹر پر یہ حملہ مجاہدین نے ایک پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت کئی روز تک گھیرے میں رکھنے کے بعد کیا جس میں مجاہدین نے راکٹ لانچر اور مشین گنیں اور دھماکہ خیز مواد استعمال کیا۔ ہیڈکوارٹر کی حفاظت پر متعین نو روسی۔ کارمل فوجی حملے کے وقت ہی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اطلاعات کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں علاقے کا اولس والے (اسسٹنٹ کمشنر) بھی شامل ہے۔ ہیڈکوارٹر میں موجود دیگر پچیس کارمل فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال کر اپنی جان بچائی۔ مجاہدین نے شکست خوردہ فوجیوں کو گرفتار کر کے ان کے اسلحہ بھی قبضے میں کر لیئے۔ بعدازاں دھماکہ خیز مواد سے ہیڈکوارٹر کی عمارت کو زمین بوس کر دیا اس جھڑپ کے دوران تین مجاہد شہید اور چار زخمی ہوئے

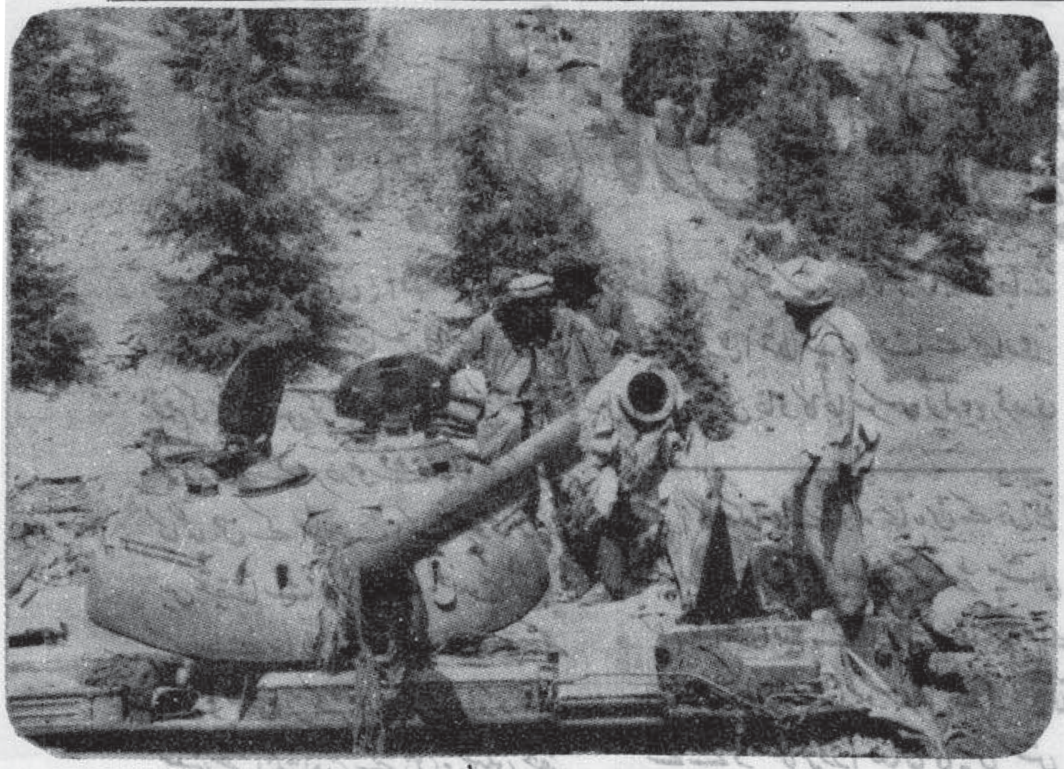

مجاہدین ایک ٹینک کی تلاشی لے رہے ہیں

صوبہ قندھار میں روسی فوجی افسر گرفتار کر لیے گئے

افغانستان کے صوبے قندھار میں مجاہدین نے دو روسی فوجی افسر گرفتار کر لئے جنہیں رہا کرانے کی ناکام کوشش میں روسی کارمل دستوں کو تین ٹینکوں اور متعدد فوجیوں سے محروم ہونا پڑا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے قندھار شہر میں حکمران جماعت کے دفتر اور زرعی آلات کے ڈپو کی حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۱۲ر جنوری کو مجاہدین نے سب ڈویژن پنجوائی کے علاقہ زنگی آباد میں فوجی قافلے پر حملہ کیا جس کے دوران ماسکو سے تعلق رکھنے والے دو فوجی افسر یوریانوف اور واٹیکوف گرفتار کر لئے گئے۔ روسی فوجی افسر رہا کرانے کے لئے قابض روسی حکام نے نقدرقوم کے علاوہ گرفتار شدہ مجاہدین آزاد کرنے کا لالچ دیا تاہم مجاہدین نے یہ پیشکش ٹھکرا دی۔ اپنی چال میں ناکامی کے بعد روسی کارمل دستوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کیا۔ جہاں کمانڈر کیپٹن عبدالحی کی قیادت میں مجاہدین نے تین ٹینکوں کی تباہی کے بعد حملہ آور دستوں کو متعدد لاشوں سمیت پسپا کر دیا۔ اطلاعات کے مطابق گرفتار شدہ روسی فوجیوں نے بتایا کہ ماسکو سے روانگی کے وقت انہیں مطلع کیا گیا تھا کہ افغانستان میں چین امریکہ اور پاکستان کی فوجیں گھس آئی ہیں لیکن یہاں انہوں نے اپنے علاوہ کسی اور غیر ملکی فوجی کا وجود نہیں پایا۔ ان فوجیوں نے اعتراف کیا کہ افغان عوام روسی فوجیوں سے سخت نفرت کرتے ہیں جس کی وجہ سے روسی فوجی مایوسی کا شکار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے دو قریبی عزیز افغان تحریک مزاحمت میں ہلاک ہو چکے ہیں۔

ادھر شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۶ر جنوری کو قندھار شہر میں (احمد شاہ بابا اسکول رسیدہ) میں قائم حکمران جماعت کے دفتر پر یلغار کی اور اجلاس میں شریک پرچم دھڑے کے چار عہدے دار ہلاک کرنے کے بعد مجاہدین بغیر کسی نقصان کے محفوظ علاقے کی طرف نکل گئے ایک اور اطلاع کے مطابق فاروقیہ فرنٹ کے مجاہدین نے اسی روز قندھار شہر میں زرعی آلات کے ڈپو کی حفاظتی چوکی پر حملہ کر کے تین روسی کارمل فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ اس کارروائی میں مجاہدین نے دو موٹر سائیکل ادویات چھڑکنے والی دو مشینوں اور ایک ٹائپ رائیٹر پر قبضہ کر لیا۔

افغان مجاہدین نے کارمل انتظامیہ کی پیش کش ٹھکرادی

(آئزالس افغاق) افغانستان کے صوبہ قندھار میں گزشتہ ماہ گرفتار کئے جانے والے " خاد " کے پچاس ایجنٹوں کی رہائی کے لیے کارمل انتظامیہ کی طرف سے بھاری رقوم کی پیشکش کو مجاہدین نے ٹھکرادیا۔ کارمل انٹیلی جنس خاد کا جاسوس ٹولہ ۲۲ فروری کو قندھار کے سرحدی قصبے سپین میں گرفتار کیا گیا جن کے خلاف ایک خصوصی ٹربیونل میں تحقیقات جاری ہے۔ خصوصی ٹربیونل کے سامنے بیان دیتے ہوئے خاد کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر عبدالکریم داؤد نے سنسنی خیز انکشاف کئے ہیں۔ جنہیں خفیہ رکھا جارہا ہے۔ ٹربیونل تحقیقات اگلے ہفتے تک مکمل کرلے گا جس کے بعد ان جاسوسوں کو آزاد کردہ علاقے کی عدالت کے حوالے کردیا جائے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ ٹربیونل کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب ہونے پر خاد کے ایجنٹوں کی تعداد اور ان کی سرگرمیوں کے بارے میں عالمی سطح پر اور دیگر ذرائع ابلاغ کو آگاہ کیا جائے گا۔ مجاہدین کے ذرائع نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ کٹھ پتلی کارمل انتظامیہ نے قابض روسی حکام کے ایما پر خاد کے جاسوس ٹولے کی رہائی کے لیے دس کروڑ افغانی کی پیش کش کی تھی۔ جسے مجاہدین نے ٹھکرادیا۔ دریں اثنا اسنا صوبہ فراح کی اطلاعات کے مطابق صوبائی دارالحکومت سے شین ڈنڈ جانے والی شاہراہ پر مجاہدین کی بچھائی سرنگ پھٹنے سے گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ ہلاک ہوگیا۔ بتایا گیا ہے کہ اگلے روز روسی دستوں نے ایرانی سرحد کے نزدیک انتقامی گولہ باری کی وجہ سے چار نہتے شہری جاں بحق ہوگئے۔ اور کئی زخمی ہوئے۔

جلال آباد کے قریب روسی تازہ دم فوجیوں پر مجاہدین کا شدید حملہ

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل سے جلال آباد آنے والے تازہ دم روسی فوجی دستوں پر حملے کئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں روسی دستوں کو کافی جانی و مالی نقصانات اٹھانا پڑا۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

پرچم دھڑے کے عہدے داروں نے لوٹ مار کرنے والے تین روسی فوجی ہلاک کردیئے

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں پرچم پارٹی کے عہدے داروں نے فائرنگ کرکے تین روسی فوجی سر بازار ہلاک کردیئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاع کے مطابق قندھار شہر کے چوک شہیدان کے نزدیک ایک ہوٹل میں ۱۵ جنوری کی شام پرچم دھڑے کے متعدد عہدے دار قمار بازی میں مصروف تھے کہ تین روسی فوجی ہوٹل میں گھس آئے۔ روسی فوجیوں نے داؤ پر لگی رقم چھین لی اور بعد ازاں کاونٹر پر بیٹھے مینیجر کو بھی نقدی سے محروم کردیا۔ اس کے بعد روسی فوجیوں نے جب جواری کھیلنے پر چیوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرنے چاہے تو وہ اشتعال میں آگئے اور کلاشن کوف رائفل سے فائر کرکے روسی فوجیوں کو بھون ڈالا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۴ جنوری کو قندھار ڈسٹرکٹ کورٹ کی حفاظتی چوکی پر دن دہاڑے یلغار کی۔

افغانستان میں روسی فوجی قافلہ تباہ، سینکڑوں فوجی ہلاک

۳۰۰ بکتر بند گاڑیاں اور ۸۰ ٹرک تباہ، مجاہدین نے ٹائم بم رکھ دیا تھا،

کابل ۲۸ مارچ (ریڈیو رپورٹ) روسی سرحد اور کابل کے درمیان واقع سلانگ شاہراہ پر افغان مجاہدین نے ایک روسی فوجی قافلے میں بموں سے تباہی مچا دی۔ جس سے تین سو روسی فوجیوں سمیت چار سو فوجی ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے جبکہ قافلے میں شامل تین بکتر بند گاڑیاں اور ۸۰ ٹرک تباہ ہو گئے۔ مجاہدین نے قافلے میں شامل ایک ٹرک میں ٹائم بم نصب کر دیا تھا۔ اس ٹرک میں طیارہ سے گرائے جانے والے بم لدے ہوئے تھے۔ بم پھٹنے سے ہولناک دھماکوں سے پورا علاقہ لرز اٹھا درہ سلانگ سے ساڑھے تین کلومیٹر جنوب میں واقع اولانگ کے مقام پر قافلے نے جیسے ہی پڑاؤ ڈالا۔ یہ بم پھٹ گیا مرنے والوں میں ۹ روسی خاندان اور چار افغان خاندان بھی شامل ہیں۔ یہ تفصیلات وادی پنج شیر میں افغان مجاہدین کے کمانڈر احمد شاہ مسعود نے اپنے ایک خطاب میں بتائی۔

بقیہ: سات شہروں

مشاورت کے اسلامی اصولوں کے مطابق کام کرتی ہیں۔ مجاہدین کی آمدن کا بڑا ذریعہ زکوٰۃ اور عشر کا حصول ہے۔ جس کی ادائیگی مذہبی جوش و خروش اور قومی وابستگی کے جذبے سے کی جاتی ہے۔

علاقے پر مجاہدین کا غلبہ اس قدر مکمل ہے کہ انہوں نے ایک جیل خانہ بھی قائم کر رکھا ہے، اس جیل خانے میں اخلاقی مجرم تو شاید ایک آدھ ہی ہوگا۔ کہ تحریک جہاد نے اخلاقی جرائم کو ختم کر دیا ہے۔ البتہ درجنوں کمیونسٹ اور کابل انتظامیہ کے ایسے کارندے انتظار کے دن ضرور گزار رہے ہیں۔ جن کے مقدمات شرعی عدالتوں میں زیر غور ہیں۔

ایک کرین جس پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله أموات بل أحياء ولكن لا تشعرون

تعارف شہداء

۔ جواں سال شہید محمد نعیم صوبہ کابل ولسوالی پغمان میں شاہ عالم چاچا کے گھر تولد ہوئے وہ وزارت عالیہ میں کلرک کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ جب افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آیا تو انہوں نے اپنا وظیفہ چھوڑا اور مجاہدین اسلام کی صفوں میں شمولیت اختیار کی وہ بے حد شریف النفس اور متدین انسان تھے ۔ کمیونسٹ فوجوں کے خلاف لڑائی میں بے جگری سے لڑتے تھے اور خداوند تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے کہ یا اللہ ہمیں شہادت نصیب فرما دیں ہوا کہ ایک دن روسیوں کے ساتھ خونین لڑائی میں شہادت کے عالی مقام پر فائز ہوئے ۔

جواں سال شہید محمد حسینی صوبہ لوگر علاقہ کلنگار میں محمد نصرت چاچا کے گھر تولد ہوئے ۔ وہ سرکاری دفتر میں بابو کا وظیفہ انجام دے رہا تھا۔ جب کمیونسٹ انقلاب برپا ہوا تو اس نے فوری طور پر اپنا وظیفہ چھوڑ کر میدان جہاد میں اترے وہ روسیوں کے خلاف ہر میدان میں شیر کی طرح بہادری سے لڑتے رہے ۔ ایک دن روسیوں کے خلاف لڑائی میں توپ کی گولہ لگنے سے جان بحق ہوگئے اور اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے ۔

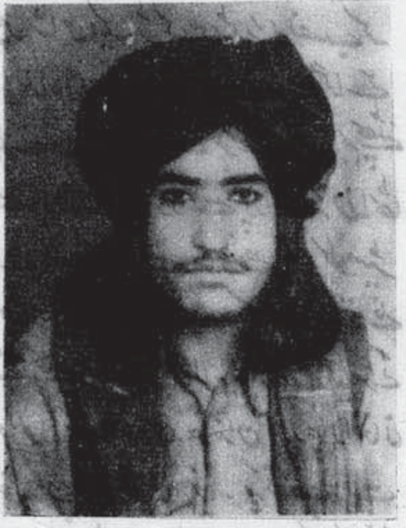

۔ جوان سال شہید خانانی ولسوالی لغمان حکیم نامی گاؤں میں گل باز خان چاچا کے گھر تولد ہوئے یہ پیدائشی طور پر نیک سیرت اور مجاہدانہ خصوصیات کا مالک تھا۔ افغانستان میں سرخ انقلاب برپا ہونے کے بعد اپنی بندوق اٹھا کر ملحد فوجیوں کے خلاف میدان جہاد میں اترا اور مسلسل سات برسوں سے روسی وحشیوں کے خلاف لڑتے لڑتے اپنی جان کو جان آفرین کے سپرد کر دیا ۔

جواں سال شہید ولی اللہ علاقے امیانہ میں ایک دیندار اور متدین گھرانے میں

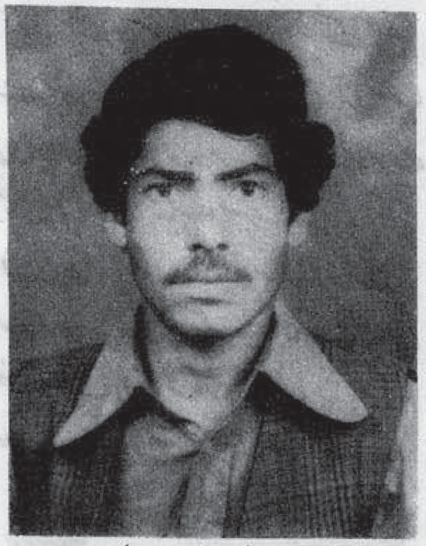

تولد ہوئے۔ وہ بچپن سے نیک سیرت
اور دیندار آدمی تھا۔ جب افغانستان
میں کمیونسٹ انتظامیہ برسر اقتدار آئی۔
اور اسلام کے خلاف کوششیں تیز کردی
گیئں تو شہید موصوف نے مجاہدین اسلام کی
صفوں میں شمولیت اختیار کرکے روسی
فوجیوں کے خلاف شیر کی طرح میدان جہاد
میں اترے اور شیر کی طرح لڑتے لڑتے
جنوری ۱۹۸۵ء میں شہادت کے عالی
مقام پر فائز ہوا۔

۔ جوان سال شہید ... گل دلسوالی
لغمان میں ایک متدین اور دیندار گھرانے
میں تولد ہوئے۔ شہید موصوف نے افغانستان
میں سوشلسٹی انقلاب کے بعد مجاہدین
اسلام کی صفوں میں شمولیت اختیار کی وہ

ہر جنگ میں بے جگری سے لڑتے تھے۔
اور خداوند لایزال سے دعا کرتے کہ یا الہٰی
یا ہمیں آزادی نصیب فرما یا شہادت
کا عظیم رتبہ عطا فرما۔
بالآخر جنوری ۱۹۸۵ء میں دشمن
فوجیوں کی چھوڑی ہوئی توپ کی گولی سے
شہادت کی عظیم نعمت سے سرفراز ہوا۔

۔ شہید جرنیل صوبہ لغمان گاؤں ماشہ خیل
میں ملک دادخاں چچا کے ہاں تولد ہوئے۔
شہید موصوف ایک دلیر اور بہادر مجاہد تھا
اس نے روسی وحشی فوجیوں کے خلاف
کمال جرأت سے لڑائی میں حصہ لیا
اور درجنوں روسیوں کو جہنم رسید کیا۔
بالآخر مارچ ۱۹۸۵ء میں شہادت
کے عالی مقام پر فائز ہوا۔

جوان سال شہید اشرف گل صوبہ

پکتیا علاقہ وڑی خوست میں ولی گل
چاچا کے ہاں تولد ہوا۔ شہید موصوف
ایک بہادر اور شجاع مجاہد تھا۔ اور
ہمیشہ روسیوں کے خلاف لڑائی میں
سب سے آگے تھا۔ وہ اسلام کا پروانہ
اور شہادت کا داعی تھا۔ بالآخر ۱۹۸۴ء
میں ایک خونین معرکے میں شہادت کے
عالی مقام پر فائز ہوا۔

۔ جوان سال شہید شیر محمد علاقہ سروخی
میں سید محمد چاچا کے گھر تولد ہوئے وہ
شریف النفس اور دیندار آدمی تھا۔
افغانستان میں ملحد رژیم کے بعد اپنا
بندوق اٹھا کر میدان جہاد میں اترا۔
شہید موصوف روسی وحشیوں کے خلاف

بہت بہادری اور بے جگری سے لڑتے
تھے۔ بالآخر جنوری ۱۹۸۵ء میں ایک
خونین معرکہ میں شہادت کا عالی مقام
حاصل کرکے اس فانی دنیا سے رخصت
ہوئے۔

جوان سال شہید عبدالغفور صوبہ
وردک دلسوالی سرپوشتی میں خان میرخان
چاچا کے ہاں تولد ہوئے۔ شہید موصوف
تعلیم یافتہ اور ابن سینا نامی کالج سے
فارغ تھا اور ایک فابریکہ میں خدمت

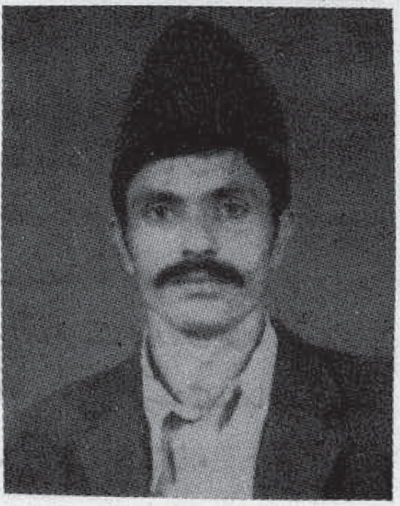

انجام دے رہا تھا کہ افغانستان میں ملحد
کمیونسٹوں کا انقلاب برپا ہوا۔ شہید
موصوف نے اپنے چند ساتھیوں کو ان
کے خلاف جہاد کرنے کو کہا اور بالآخر
مجاہدین اسلام کی صفوں میں شمولیت
اختیار کی اور بہترین کارکردگی کی وجہ
سے چک ولسوالی میں نائب کمانڈر
مقرر ہوئے۔ روسی فوجیوں کے خلاف
ہر کارروائی میں سب سے آگے رہتے
اور شیر کی طرح بہادری اور بے جگری
سے لڑتے رہے۔

بالآخر ۱۹۸۵ء میں روسی بمباری
کے دوران ایک بم کا ٹکڑا لگنے سے شدید
زخمی ہوئے لبعدازاں زخموں کی تاب نہ
لاتے ہوئے اس فانی دنیا سے رخصت
ہوئے اور شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز
ہوئے۔

۔ شہادت کا پروانہ جناب عمر گل
صوبہ کابل ولسوالی پغمان میں علی گل چاچا
کے گھر تولد ہوئے۔ شہید موصوف ایک
دیندار اور متقی انسان تھا۔ کمیونسٹوں
کے خلاف روزانہ لڑائی میں بھرپور
حصہ لے رہے تھے اور ہر رات دشمن
کی چوکیوں پر شب خون مارتے اور
شیر کی طرح محفوظ اپنے ٹھکانے پر پہنچ

جاتے۔ لیکن ایک موقع پر روسیوں کے
ساتھ ایک دست بدست لڑائی میں شہادت
کا عظیم مرتبہ پا کر اس فانی دنیا سے رخصت
ہوئے۔

جواں سال کیپٹن سید امین ولایت
غزنی ولسوالی مقر میں الو خان چاچا کے
ہاں تولد ہوئے۔ شہید موصوف فوج میں
کیپٹن کے عہدے پر فائز تھے کہ افغانستان
میں کمیونسٹی انقلاب آیا۔

شہید موصوف نے کمیونسٹوں کے
لیے خدمت کرنا ناجائز سمجھا اور مجاہدین
کی صفوں میں شمولیت اختیار کی کیپٹن
صاحب کمیونسٹوں کے خلاف بے جگری
اور بہادری سے لڑتے تھے۔ اور رات
کے وقت ان پر شب خون مارتے تھے۔

بالآخر ایک روز لڑائی میں شہادت
کے عالی مقام پر فائز ہوئے۔

۔ شہید ملا محی الدین جو بابر کے نام
سے مشہور تھا۔ صوبہ پکتیا میں قیام الدین
خان چاچا کے گھر تولد ہوئے۔ شہید موصوف
ایک نہایت نیک سیرت اور متقی
انسان تھا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی
اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر رکھی
تھی۔ جب افغانستان میں ملحد رژیم کی
حکومت آئی تو ملا محی الدین صاحب اپنے

مجاہدین اسلام کی صفوں میں شمولیت
اختیار کر کے دشمن فوجیوں کو زبردست
نقصان پہنچایا اور بے جگری سے لڑتے
لڑتے بالآخر ۱۹۸۵ء میں اس فانی دنیا
سے رخصت ہوئے۔

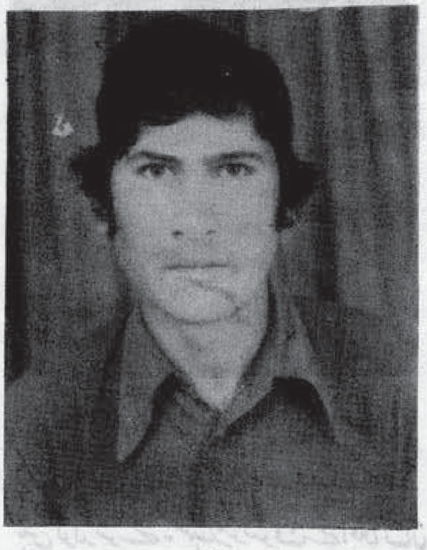

جواں سال شہید زبیر خان صوبہ
لغمان قرغنئی کے گاؤں میں عبدالحق

چاچا کے ہاں تولد ہوئے۔ شہید موصوف
ایک نیک سیرت اور متقی انسان تھا
وہ ۱۸ برس کی عمر کا تھا کہ افغانستان
میں دہری حکومت نے کمیونسٹ انقلاب
برپا کر دیا۔ شہید موصوف نے اپنے
اسلام اور وطن کی خاطر مجاہدین اسلام کی
صفوں میں شمولیت اختیار کی۔ اور دن
رات دشمن فوجوں کے خلاف بے جگری
اور دلیری سے لڑتے لڑتے اپنے آپ
کو خطرات میں ڈال کر ایک خونین معرکے
میں بے جگری سے لڑتے ہوئے شہادت
کا جام نوش فرمایا۔

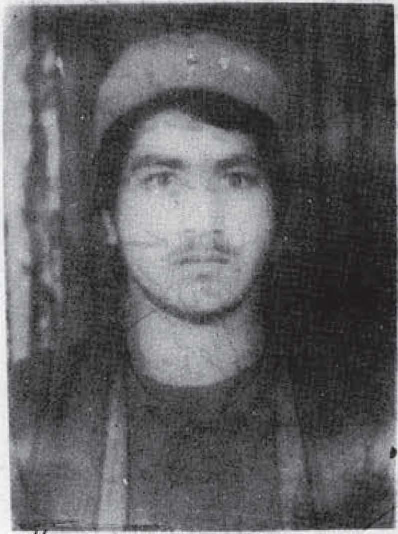

جوان سال شہید الیاس صوبہ ننگرہار
ولسوالی حصارک میں جلال خان چاچا
کے گھر تولد ہوئے۔ شہید موصوف بہت
بہادر اور دلیر انسان تھا۔ افغانستان
میں سرخ انقلاب آنے کے بعد میدان
جہاد میں اترا اور شیر کی طرح لڑتے
لڑتے شہادت کے عالی مقام پہ
فائز ہوا۔

جوان سال شہید عبدالجلیل صوبہ
پکتیا خاک لبا طا گاؤں میں ملک محصل
خان چاچا کے گھر تولد ہوئے۔ شہید
موصوف ایک دیندار گھرانے سے تعلق

رکھتا تھا۔ اسلام کا شیدائی اور پروانہ
تھا۔ سرخ انقلاب آنے کے بعد مجاہدین
اسلام کی صفوں میں شمولیت اختیار
کی اور بہادری سے لڑتے لڑتے بالآخر
جنوری ۱۹۸۵ء کے ایک خونین معرکے
میں بے جگری سے لڑتے اور روسی
فوجوں کو زبردست نقصان پہنچانے
کے بعد شہید ہوئے۔

جوان سال شہید رمضان صوبہ پکتیا
عباس گاؤں میں سلطان خان چاچا کے
گھر تولد ہوئے۔ شہید موصوف اسلام کے
شیدائی تھے۔ افغانستان میں سرخ انقلاب
آنے کے فوراً بعد مجاہدین اسلام کے صفوں

میں شمولیت اختیار کی اور چھ برسوں
سے اسلام دشمن فوجیوں کے خلاف

بے جگری اور دلیری سے لڑتے لڑتے
بالآخر فروری ۱۹۸۵ء میں اس فانی دنیا
سے رخصت ہوئے۔

پختہ سال شہید مولوی عبدالحکیم وہ
گاؤں انبار خانے صوبہ ننگرہار میں
تولد ہوئے۔ وہ اسلام کے پروانے تھے
اور اپنی تمام زندگی اسلام کی خدمت کے
لیے وقف کر رکھی تھی۔ جونہی افغانستان
میں سرخ انقلاب آیا تو شہید موصوف
نے جسمانی ضعف کے باوجود اپنی بندوق
اٹھا کر میدان جہاد میں کود پڑے۔ وہ
میدان جنگ میں سب سے آگے رہتے
تھے اور شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑے
مولوی صاحب موصوف شہادت کے
تمنائی تھے۔ اور خداوند لایزال سے
ہمیشہ شہادت کی دعا کرتے۔ بالآخر
اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو پوری کر دی
خدا انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

جوان سال شہید نجیب اللہ ملا پیرداد
چاچا کے گھر تولد ہوئے۔ شہید موصوف
ایک دیندار اور متدین انسان تھے۔ سرخ
انقلاب آنے کے فوراً بعد میدان جہاد میں
اترے۔ وہ بہادر اور نڈر مجاہد تھے اور
دشمن فوجیوں کو مالی و جانی نقصان پہنچانے

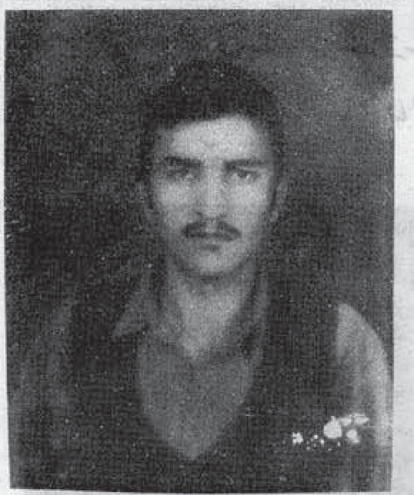

ہیں وہ پوری مہارت رکھتے تھے۔ بالآخر جنوری ۱۹۸۵ء میں جام شہادت نوش کر کے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

شہید شیر محمد صوبہ پکتیا مندوزید نامی گاؤں میں صالح محمد خان کے ہاں تولد ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے شریف النفس اور ملنسار آدمی تھے۔ سرخ انقلاب آنے کے فوراً بعد مجاہدین اسلام کی صفوں میں شمولیت اختیار کی اور اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتے ہوئے بہت سے ملحدوں کو جہنم واصل

کیا۔ بالآخر دشمن کے ایک اچانک حملے کے نتیجے میں جنوری ۱۹۸۵ء میں جام شہادت پی کر رضائے خداوندی حاصل کیا۔

شہید خان آقا صوبہ وردک ولسوالی چک میں سید رحمٰن خان چچا کے متدین اور دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ شہید موصوف با اخلاق اور اچھے اوصاف کے مالک تھے۔

جونہی افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب برپا ہوا تو انہوں نے اپنی بندوق اٹھا کر مجاہدین اسلام کی صفوں میں شمولیت

اختیار کی۔ وہ دشمن کے خلاف ہر چھاپہ مار کارروائیوں میں بخوشی حصہ لیتے اور شیر کی طرح ان پر ٹوٹ پڑتے۔

بالآخر دشمن فوجیوں کی شدید بمباری سے شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ اور اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

۔ جواں سال شہید محمد دین کے والد گرامی کا نام محمد فقیر تھا وہ جناب صوبہ لغمان کے وادی زیارت کے ایک نہایت شریف، دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہیں بچپن ہی سے حصولِ علم دین کا شوق تھا۔ ایام طفولیت میں علم دین سیکھنا شروع کیا اور مزید تعلیم کے لیے پشاور چلے آئے تاکہ وہاں علمائے کرام سے علمِ دین سیکھ کر اپنا دینی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ ابھی وہ تعلیم میں مصروف ہی تھے کہ افغانستان میں روسی وحشی کمیونسٹ انقلاب آیا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔

انہوں نے یہ حالت دیکھی تو علم کو ادھورا چھوڑا اور میدان جہاد میں کود پڑے اور جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ آخر کار ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے ایک خونین معرکے میں بے جگری سے لڑتے لڑتے کام آئے اور شہیدوں کے کارواں میں شامل ہو گئے۔

۔ شہید نور اللہ کے والد گرامی کا نام حبیب اللہ تھا۔ وہ ۱۹۳۳ء میں صوبہ لغمان کے قرغیوی نامی علاقے کے ایک نہایت شریف دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے۔ وہ ہمیشہ اپنی موہنی موہنی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو اسیر کر لیا کرتے تھے۔ حصولِ علم دین سے انہیں کافی لگاؤ تھا چنانچہ زمانہ طفولیت میں انہوں نے علم دین سیکھ لیا۔

آپ کے خطوط

محترمی ومکرمی جناب :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، مزاج بخیریت :

گذارش ہے کہ ماہنامہ "الھجرت" بہت پسند آیا۔ خدائے ذوالجلال اس میں روز بروز ترقی فرمائے اور اسے مسلمانانِ پاکستان کو جگانے میں فعال کردار ادا کرنے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔

خدا کرے وہ وقت آئے جب تمام مسلمانانِ پاکستان و اسلام مجاہدین افغانستان کی امداد کے لئے سر سے کفن باندھ کر میدانِ جنگ میں عملی طور پر کود پڑیں۔ اور اس نعرہ کی تفسیر بن جائیں لاشرقیہ ، لاغربیہ ، اسلامیہ ، اسلامیہ۔

براہِ کرم "الھجرت" کا اردو ایڈیشن کی سالانہ وی۔پی میرے نام بھجوا دیں۔ میں انشاءاللہ وصول کر لوں گا۔

براہِ کرم بندہ کو ماہنامہ "الہجرت" اردو کا سالانہ خریدار بنالیں۔ فوری اور جلدی کی تاکید ہے۔ والسلام

محمد نجیب اللہ خان نیازی ہمایوں مارکیٹ میانوالی

سیکرٹری جنرل مرکزی سمال ٹریڈرز یونین

محترمی مینجر صاحب رسالہ افغان مجاہدین بمقام پشاور

تسلیمات : کہ بعد عرض یہ ہے کہ میں نے اپنے ایک ساتھی سے آپ کا شائع شدہ ایک رسالہ لے کر مطالعہ کیا۔ جو مجھے زیادہ پسند آیا خاصکر شہدا کے واقعات اور ایسے خوبصورت لوگوں کا اپنے اپنے گھروں سے نکال کر بے گھر کر دیئے جانے پر سخت افسوس ہوا۔ میرے دل میں بھی عرصہ دراز سے شہادت کا جذبہ موجود ہے اور اُمید رکھتا ہوں کہ ایک دن میں بھی محاذ پہ جام شہادت پی کر اپنی تمنا کو پورا کروں گا۔ چونکہ ان واقعات کے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مجھے آئندہ کے لئے ایسے معلومات والے رسائل اور پمفلٹ ارسال فرمائیں۔ لیکن آپ کو ایک عرض ہے کہ میں ایک طالب علم ہوں اور ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں جس کی وجہ سے میں متعلقہ فیس ادا کرنے سے لاچار ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ مجاہدین کا تہہ دل سے مدد کروں لیکن افسوس صد افسوس کہ میں اس فریضے کے ادا کرنے سے لاچار ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ صاحبان مجھے بلا معاوضہ اپنے رسائل ارسال کرتے رہیں گے۔ میں عمر بھر دعا گو اور وفادار رہوں گا۔ فقط والسلام

سائل :- سید علی حضرت باچا جوہر چکدرہ

c/o حبیب بینک چکدرہ ضلع دیر صوبہ سرحد تحصیل آدینزئی

صدر برائے نیشنل سٹوڈنٹس سوسائٹی آف پاکستان لمیٹڈ

محترمی ومکرمی جناب محمد خلیل صاحب مدیر "ماہنامہ ہجرت پشاور"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

— شاید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ماہ مارچ ۱۹۸۴ء تک تو میں ہجرت کا مطالعہ بڑی باقاعدہ گی کے ساتھ کیا — اگست ۱۹۸۳ء تک والے شمارے تو میں کبھی کسی کیمپ سے اور کبھی مجاہدین کی دفتر سے حاصل کر لیتے تھے۔ پھر آپ کو ایک خط لکھا۔ جس کے جواب میں خط کے ساتھ آپ نے ستمبر ۱۹۸۳ء کا شمارہ بھی مرحمت فرما کر ارسال کیا۔ اس کے بعد پھر آنا بند ہو گیا۔ اب معلوم نہیں۔ شاید کہ آپ بھیج دیتے لیکن بدقسمتی سے مجھے ملنے کی بجائے ڈاک میں کہیں گم ہو جاتے۔ لیکن پھر بھی میں سرحد میں تھا۔ اس لئے کسی نہ کسی طرح حاصل کر لیتا تھا۔ لیکن مارچ ۱۹۸۴ء کے بعد میں کراچی آیا۔ اور یہاں پر مستقل طور پر رہائش پذیر ہوا۔ اور اس دوران میں "ہجرت" سے رابطہ نہ رکھ سکا۔ کراچی میں مجاہدین کی سرگرمیوں اور ان کے حالات سے بے خبر رہا اور صرف "ہجرت" کی یاد ستا رہا لیکن آخر کار ضبط نہ ہو سکا اور اب آپکو دوبارہ لکھ رہا ہوں۔ تاکہ اگر یہ ترجمان جہاد بند نہیں ہوا ہے۔ تو آپ مہربانی کر کے مجھے کراچی ارسال فرمانا شروع کریں — اس کے علاوہ اگر آپ مہربانی کر کے مارچ ۱۹۸۴ء کے بعد جتنے بھی "ہجرت" کے پرچے شائع ہوئے ہیں وہ بھی ایک ایک کاپی میرے نام ارسال فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔ باقی میرے طرف سے آپ کو اور مدیریت ہجرت کے تمام کارکنان کو مخلصانہ سلام قبول ہوں

والسلام آپ کا بھائی گل زادہ ہمدرد

(پتہ، گل زادہ ہمدرد C/O محمد امین دکاندار حسینی چورنگی آدم جی روڈ لانڈھی کراچی ۲۲)

اشتراکیّت

خود فروشوں کی گر صحبت ہو میسّر تجھ کو
پھر یہ بہتر ہے کہ تُو صحرا نشینی کر لے
مِرے شاہیں تجھے ڈرنا نہیں لڑنا ہے
خودنمائی سے نہیں تیشہ و اسلحہ سے نہیں
دہر میں نعرۂ اللہ اکبر کے لیے
تِرا جینا تِرا مرنا ہو مُحمّد کے لیے
تجھ کو معلوم ہے اغیار کیا چاہتے ہیں
ڈھونڈھ کر اک نئی چنگاری یہاں لاتے ہیں
یہ ہیں فتنہ گر ہمیں فرقوں میں مٹواتے ہیں
دیکھنے میں بڑے ہی مخلص یہ نظر آتے ہیں
کبھی بن کے یہ اخی ایران و عراق کو ٹکراتے ہیں
باغ سبز کہیں اِشتراکیت کا دکھاتے ہیں
یہ درسِ مُساوات کچھ اس طرح سکھاتے ہیں
بہن اور ماں کو بھی بیوی یہ بتلاتے ہیں

اِمتحان آزمائش مومن کا بر ہم آیا

یہ تو ابلیس کے بھی اجداد نظر آتے ہیں
اُس نے مانا ہے خدا کو یہ لعین جھٹلاتے ہیں
ان سے پُوچھو تو ذرا تم کو خلق کِس نے کیا
دہر کو رنگ کس نے دیا شمس میں کیوں حدّت آئی
یہ سمندر، یہ دریا، یہ جبل کیسے بنے
تا ازل سے ابد تک یہ نظم کیسے بنے
میں نے مانا تم سائنسدان بھی ٹھیکیدارِ مُساوات بھی ہو
پر تِری سائنس مثبت و منفی کی پُجاری بھی ہے
تجھ کو معلُوم ہے گر زمیں ہے افلاک بھی ہے
گر مسلماں ہیں اِک دُنیا یہاں کافر بھی ہے
مان لے ناسُور ہے تو اس کا تریاق بھی ہے
ایسے ہی دُنیا پھر بعدِ فنا اُخریٰ بھی ہے
قہر اللہ کا (لیننؔ) کی صوُرت آیا
جن کو بھاتا نہ تھا مذہب اُن کے لیے مرہم آیا

تِشنہؔ مُومن کے لیے پرکھ کا ساغر آیا

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ہمارا مقصود۔
- قرآن ہمارا دستور۔
- حضرت محمدؐ ہمارے رہبر۔
- فی سبیل اللہ جہاد ہمارا راستہ۔
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری آخری آرزو ہے۔
- آزادی ہماری عزت ہے۔
- شرعی پردہ ہماری عفت ہے۔

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامیؒ کا احیاء